نُصرة

میگزین

شمارہ: 25
رمضان/شوال 1436ہجری
بمطابق جولائی/اگست 2015

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ
(امیر حزب التحریر)

تفسیر سورة البقرة آية 124

نوید کے اغوا کو تین سال مکمل ہو گئے

سقوط خلافت کی یاد میں
ملک بھر میں مظاہرے

رمضان: امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر
کا فریضہ

پاکستان میں اسلام
کو کچلنے کی
امریکی مہم

خلافت قائم
کرنے کا
درست طریقہ

نصرة میگزین/شمارہ:25

رمضان/شوال 1436ہجری بمطابق جولائی/اگست 2015

اس شمارے میں

جابروں کے خلاف حق وسچ کی آواز بلند کرنا	اداریہ	1
تفسیر سورۃ البقرۃ 124	عطاء بن خلیل ابوالرَشتہ (امیر حزب التحریر)	2
رمضان-امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ	مصعب عمیر	3
پاکستان میں اسلام کو کچلنے کی امریکی مہم	پمفلٹ	6
نوید بٹ کے اغوا کو تین سال مکمل ہو گئے	پریس ریلیز	8
ایم کیو ایم کے خلاف برائے نام آپریشن	انجینئر سہام	9
آزادیِ اظہارِ رائے: مذہب کے خلاف جنگ کا اہم ہتھیار	ابنِ نُصرۃ	11
خلافت قائم کرنے کا درست طریقہ	طلحہ زبیر	14
ازبکستان حکومت اسلام دشمن ہے اس لیے وہ حزب التحریر سے بھی بغض رکھتی ہے	پمفلٹ	20
"کریموف اسلام سے بغض رکھتا ہے" مہم	پریس ریلیز	22
حزب التحریر کے ممبران کے خلاف من گھڑت عدالتی مقدمات	پریس ریلیز	25
راحیل-نواز حکومت خطے میں امریکی موجودگی کو برقرار رکھنے کے لئے کام کر رہی ہے	تبصرہ	26
امریکہ کے ایران کے ساتھ ہنگامی معاہدے	سوال جواب	27
بالآخر ایجنٹ حکمرانوں کے طیارے حرکت میں آ گئے	پمفلٹ	30
سقوطِ خلافت کی یاد میں ملک بھر میں مظاہرے	پریس ریلیز	33

اداریہ: جابروں کے خلاف حق وسچ کی آواز بلند کرنا

ماہ رمضان میں قرآن کی تلاوت کرتے اور سنتے حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کا قصہ بار بار مسلمانوں کے سامنے آتا ہے جن کا قرآن میں ذکر کسی بھی دوسرے پیغمبر سے زیادہ کیا گیا ہے۔ موسیٰؑ علیہ السلام جابر فرعون کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ موسیٰؑ علیہ السلام نے حق وسچ کی آواز بلند کی، اس بات کے باوجود کہ انہیں بولنے میں کچھ دشواری ہوتی تھی اور اسی لئے انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہارون علیہ السلام کی پیغمبری کی صورت میں معاونت کی درخواست کی لیکن اپنی اس مشکل کو حق بات کہنے سے پیچھے ہٹنے کے لئے جواز کے طور پر استعمال نہیں کیا۔ موسیٰؑ علیہ السلام نے اپنی آواز لوگوں کو اسلام کی جانب راغب کرنے کے لئے صبر کے ساتھ استعمال کی۔ موسیٰؑ علیہ السلام نے اپنی آواز فرعون کے ساتھیوں کو آخرت کے عذاب سے خبردار کرنے کے لئے استعمال کی، جو ان کے انتظار میں ہے۔ موسیٰؑ علیہ السلام سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرتے تھے جبکہ وہ فرعون کے ظلم وجبر کو اچھی طرح سے جانتے تھے جس کا شکار فرعون کی اپنی بیوی، حضرت آسیہ تک بن گئی تھیں۔ یہ وہ اعلیٰ درجے کی خاتون تھیں جنھوں نے موسیٰؑ علیہ السلام کی پرورش کی تھی۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی روح فرعون کے حکم پر ان کا سر کچلے جانے سے قبل ہی قبض کرلی تھی۔

آج پہلے سے کہیں زیادہ مسلمانوں کو ان زبردست اسباق کو یاد کرنا چاہیے اور ان میں بیان کیے گئے احکام کو مضبوطی سے تھامنا اور دلوں سے قریب رکھنا چاہیے۔ انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ان الفاظ کو یاد کرتے ہوئے خود کو مضبوط کرنا چاہیے جس میں اللہ نے اس شخص کا ذکر کیا جس نے حق کو اپنی جان سے زیادہ اہمیت دی، کیونکہ آج انڈونیشیا سے تیونس تک مسلم دنیا میں جابر جتنا اپنے جبر کی وجہ سے بے نقاب ہو چکے ہیں اتنا پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ جابر اور ان کے آقا اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ امت جاگ گئی ہے اور اپنے

> **جابر اور ان کے آقا اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ امت جاگ گئی ہے اور اپنے مقصد حیات کو جان گئی ہے**

مقصد حیات کو جان گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ فرعون کی طرح موجودہ جابر، امت کو اس کی خواہش کے مطابق منزل کو پانے سے روکنے کے لئے انتہائی شیطانی اور ظالمانہ ہتھکنڈے بھی استعمال کررہے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ طاقت کے وحشیانہ استعمال کے ذریعے وہ امت کو اس بات کا یقین دلانے میں کامیاب ہوجائیں گے کہ جابروں کے سامنے حق وسچ کی آواز بلند کرنا ایک ایسا عمل ہے جس کا نتیجہ صرف ناکامی اور مایوسی ہی ہے گویا کہ ان کی جابرانہ حکومت ترقی، تحفظ اور عزت کا باعث ہے۔

یقیناً جابر کے سامنے حق و سچ کی آواز بلند کرنا قطعاً نقصان کا باعث نہیں ہوتا بلکہ اس کا بہت عظیم اجر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، **سيدالشهداء حمزة و رجل قام إلى إمام جائرفنصحه فقتله** "شہداء کے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ شخص جو جابر کے سامنے کھڑا ہوا، اسے نصیحت کی اور جابر نے اسے قتل کردیا" (الحاکم)۔ یہ امت اپنے شہداء پر آنسو نہیں بہاتی اور نہ ہی ان کی کثرت پر پریشان ہوتی ہے کیونکہ انہیں اپنے رب کی جانب سے جنت کا یقین دلا دیا گیا ہے اور ان کے چہرے اس وقت منور ہوں گے جب دوسرے لوگ اپنے متعلق فیصلوں کا انتظار کررہے ہوں گے اور ان کے چہرے خوف میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ یہ تو شہداء کا مقام ہے تو ان کے سرداروں کا مقام کیسا ہوگا؟

لہٰذا اس رمضان جب ہم اپنے رب کی رضا کے لئے اس کی جانب دوڑے جائیں اور دین کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہوں، ہمیں جابروں کے خلاف بھی مضبوطی کے ساتھ آواز بلند کرنا ہے۔ ہمیں جابر کے ظلم کا خوف اور اپنے پیاروں کی محبت چھوٹی سے چھوٹی حق و سچ بات کہنے سے پیچھے ہٹنے پر مجبور نہ کرسکے۔ ہمیں اس عمل کے نتیجے میں اپنے اور اپنے پیاروں کو ملنے والے اجر پر یقین رکھنا ہے۔ اور اس بات کا یقین کہ امت کی جانب سے مسلسل کلمہ حق بلند کرنے کے نتیجے میں جابر کمزور ہو رہے ہیں اور وہ ایک ایک کرکے گر رہے ہیں۔ ان جابروں کا آخری وقت آچکا ہے اور ان کی جانب سے امت کے خلاف موجودہ ظلم و تشدد کی مثال اس شخص کی سی ہے جو پھانسی کے پھندے میں آخری سانسیں لیتے ہوئے پھڑپھڑا رہا ہو۔ کامیابی قریب ہی ہے لیکن کامیابی کی طرف یہ سفر ایک محنت طلب سفر ہے۔ اللہ ہمیں استقامت عطا فرمائے اور ہم جلد کفر کی حکمرانی کے خاتمے اور خلافت کی واپسی کا جشن منائیں۔

تفسیر سورۃ البقرۃ:124

بسم الله الرحمن الرحيم

مشہور فقیہ اور رہنما، امیر حزب التحریر، شیخ عطاء بن خلیل ابو رشتہ کی کتاب "التیسیر فی اصول التفسیر" سے اقتباس

(وَإِذْ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لاَ يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ) "اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم کو ان کے پروردگار نے کئی باتوں سے آزمایا، اور انہوں نے وہ ساری باتیں پوری کیں۔ اللہ نے (اُن سے) کہا: "میں تمہیں تمام انسانوں کا پیشوا بنانے والا ہوں"۔ ابراہیم نے پوچھا: "اور میری اولاد میں سے؟" اللہ نے فرمایا: "میرا (یہ) عہد ظالموں سے نہیں ہے۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ بتاتے ہیں کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا تھا۔ یہ امتحان اس طرح تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف چند باتیں وحی کیں، ان میں کچھ اعمال کرنے کے تھے اور کچھ نہ کرنے کے اور اس میں بھی ابراہیم علیہ السلام کو اختیار دیا گیا (کہ وہ چاہے کریں یا نہ کریں)۔ تو ابرہیم علیہ السلام نے نہایت اعلیٰ درجے میں ان کو پورا کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مکمل فرمانبرداری کی گواہی بھی دی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق سورۃ النجم میں فرمایا: ((وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى)) "اور وہ ابراہیم جس نے پورا کر دکھایا" (النجم:37)۔

1۔اس کے بعد اللہ سُبحانہ وتعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر اللہ کی طرف سے اس امتحان میں کامیاب ہونے کے بدلے اپنا یہ عظیم احسان فرمایا کہ ان کو لوگوں کا امام اور پیشوا بنایا۔

امام کا معنی پیشوا کے ہیں، اس لئے تعمیرات کے کام میں استعمال ہونے والے دھاگے کو بھی امام کہتے ہیں، راستے کو بھی امام کہتے ہیں اور اسی طرح ہر اس شخص پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، جس کی اقتداء خیر یا شر میں کی جائے۔ خیر میں امام بننا جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ (قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا) "میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں"۔ شر کے حوالے سے امام جیسا کہ اس آیت میں ہے (وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ) "ہم نے ان کو آگ کی طرف دعوت دینے والے امام بنایا (القصص:41)

2۔بلاشبہ جس وقت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا جارہا تھا تو اس وقت وہ نبی تھے، اور اس کا قرینہ اللہ کے اس قول میں موجود ہے، (بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ) "چند کلموں کے ذریعے، تو اس نے پورے کئے"، اس کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم کو اس ابتلاء کے وقت وحی کی جاتی تھی، یعنی وہ نبی تھے اور یہ ابتلاء اور آزمائش نبوت مل جانے کے بعد ہوئی۔

3۔اور جبکہ امام کا ایک معنی دین و دنیا میں لوگوں کا مقتداء بننا بھی ہے، جیسا کہ ہم نے بیان کیا، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو آزما لینے کے بعد صرف نبی کے درجے پر باقی نہیں رکھا، بلکہ ان کی طرف رسالت کی نسبت کی، یوں وہ لوگوں یعنی اپنی قوم کے امام بنے، کہ وہ دین و دنیا کے کاموں میں ان کی اقتداء کریں گے، انہی کی ہدایت کی پیروی کریں گے۔

4۔جب اس ابتلاء کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو رسالت کے شرف سے نوازا تو ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے بارے میں پوچھا کہ آیا اللہ تعالیٰ میری اولاد کو بھی وہ کچھ عطاء کریں گے جو مجھے مرحمت فرمایا ہے اور یہ ابراہیم علیہ السلام کے اس قول میں ہے کہ (قَالَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِي)"اور میری اولاد کو

بقیہ صفحہ 19 پر

رمضان کا بابرکت مہینہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کیا جائے

تصنیف: مصعب عمیر

رمضان کے بابرکت مہینے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن کریم کی صورت میں بہترین تحفہ دیا جس میں بے شمار آیات ایک عظیم فریضے کی ادائیگی کا حکم دیتی ہیں اور جس کی ادائیگی پر اللہ نے زبردست اجر بھی رکھا ہے۔ یہ حکم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بابت ہے۔ مندرجہ ذیل کچھ آیات بیان کی جارہی ہیں جو اس حکم کی فرضیت کو واضح کرتی ہیں اور روز قیامت اس کے متعلق ہم سے سوال کیا جائے گا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنْ الْمُنْكَرِ وَأُوْلَئِكَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ "تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف لائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں"(آل عمران:104)، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنْ الْمُنْكَرِ "مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون) دوست ہیں وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں"(التوبۃ:71)، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ، كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنْ الْمُنْكَرِ "تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو"(آل عمران:110)، اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنْ الْمُنْكَرِ "جو لوگ ایسے رسول نبی اُمی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں"(الاعراف:157)، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنْ الْمُنْكَرِ "وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، راہ حق میں سفر کرنے والے، رکوع و سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے"(التوبۃ:112) اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلاَةَ وَآتَوْا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنْ الْمُنْكَرِ "یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جمادیں تو یہ پوری پابندی سے نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں"(الحج:41)۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک پہلو حکمرانوں کا احتساب کرنا ہے یعنی انہیں اس بات پر مجبور کرنا کہ وہ اس عمل کو اختیار کریں جس کا اسلام ان سے تقاضا کرتا ہے اور اس عمل سے رک جائیں جس کو اسلام حرام قرار دیتا ہے۔ اس بات کے باوجود کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکمرانوں کی اس صورت میں بھی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے جب وہ ان کے حقوق غصب بھی کر رہے ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر یہ لازم کیا ہے کہ جب حکمران راہ راست کو چھوڑنے لگیں تو ان کے خلاف اپنی آواز ضرور بلند کریں کیونکہ مسلمانوں کا یہ اختیار ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ حکمران اپنی ذمہ داریاں ادا کریں اور جن کاموں سے اللہ نے منع فرمایا ہے اس سے باز رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ،سَتَكُونُ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ فَمَنْ عَرَفَ بَرِئَ وَمَنْ أَنْكَرَ سَلِمَ وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ "ایسے امیر ہوں گے جن کے (بعض کاموں) کو تم معروف پاؤ گے اور (بعض) کو منکر۔ تو جس نے پہچان لیا (اور اس غلط کام سے دور رہا) وہ بری ہوا اور جس نے انکار کیا (اس گناہ میں شامل ہونے سے) محفوظ رہا۔ لیکن جو راضی رہا اور تابعداری کی (وہ بری ہوا نہ محفوظ رہا)"(مسلم)۔ تو جو منکر کو ناپسند کرتا ہے اور اس کو روکنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اسے اس منکر کو روکنا ہے، لیکن وہ جو حکمرانوں کے غلط کاموں کو صحیح کہتا ہے اور ان کے غلط اعمال میں شریک ہوتا ہے تو وہ نہ تو گناہ سے بری ہو گا اور نہ ہی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

لہٰذا تیرہ صدیوں تک اسلام کی حکمرانی میں مسلمان کبھی بھی رمضان میں محض اس بات پر مطمئن نہیں رہے کہ وہ اپنی ذاتی زندگی اسلام کے مطابق گزار رہے ہیں۔ خلافت کے دور میں مسلمان اسلام کے مکمل نفاذ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حوالے سے حکمرانوں کا سخت محاسبہ کرتے تھے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مسلمان رمضان میں صرف خود کو روزہ، تراویح اور افطار کی دعوتوں تک محدود رکھیں۔ مسلمان اس بات

کو یقینی بنانے کے لئے کہ اسلام زندگی کے تمام پہلوؤں میں نافذ ہو،انفرادی اور اجتماعی طور پر کوشش کرتے تھے اور اس کے لئے قربانی دیتے تھے چاہے اس کا تعلق معیشت سے ہو، خارجہ پالیسی سے یا تعلیم سے ہو۔ لہٰذا رمضان ایک ایسی امت پر آتا تھا جو اس دین حق کے نفاذ اور ترویج کے لئے بھرپور کوشش کرتی تھی۔ جو مدد کے لئے پکارتے تھے انہیں مدد فراہم کی جاتی تھی، غریب کو ان کی غربت کے بوجھ سے نجات دلائی جاتی تھی، خاندانی زندگی خوشگوار اور خوشیوں سے بھرپور ہوتی تھی،انسانوں میں سب سے زیادہ ذہین اور قابل مسلمان ہوتے تھے، غیر مسلم فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہوتے تھے، مسلمان یک جان اور مضبوط تھے، جہاد میں دشمن مسلمانوں سے خوف کھاتے تھے اور اسلام کا جھنڈا دنیا بھر میں عظمت کی بلندیوں پر لہراتا تھا۔

لیکن خلافت کے خاتمے کے بعد سے آج تک رمضان ہمارے لئے کیسا ہو گیا ہے؟ آج مسلمانوں پر وہ لوگ حکمران ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے نہیں ڈرتے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو کسی خاطر میں نہیں لاتے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کے دماغ کے کسی دور اُفتادہ کونے میں بھی موجود نہیں۔ بلکہ موجودہ حکمران بدی کی ترویج کرتے ہیں اور بھلائی کو روکتے ہیں۔ فلسطین سے کشمیر تک جو مدد کے لئے پکارتے ہیں ان کی چیخوں پر کان ہی نہیں دھرا جاتا۔ غریبوں پر مالی مشکلات کے بوجھ میں مزید اضافہ کر دیا جاتا ہے اور انہیں آگے بھی کچھ بہتری ہوتی نظر نہیں آتی۔ مغربی افکار و اقدار نے مسلم خاندانوں کی زندگیوں کو پریشانیوں اور تفکرات سے بھر دیا ہے۔ تعلیم چاہے وہ دینی ہو یا دنیاوی اس کی صورتحال انتہائی خستہ حال ہے۔ مسلم علاقے تقسیم در تقسیم اور کمزور ہو رہے ہیں، جن پر کفریہ جمہوریت، آمریت اور بادشاہت کی حکمرانی ہے اور دشمن اطمینان سے بیٹھا ہے کیونکہ مسلم افواج اپنی بیرکوں میں بیٹھی ہیں اور اگر حرکت میں آتی بھی ہیں تو صرف استعماری مغربی طاقتوں کے حکم پر۔

کیا ہماری یہ ذلت آمیز صورتحال ہمیں رسول اللہ ﷺ کی یاد نہیں دلاتی جنہوں نے ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو چھوڑ دینے کے سنگین نتائج سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنْ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ فَلَا يَسْتَجِيبُ لَكُمْ** "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ضرور بالضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو گے ورنہ خطرہ ہے کہ اللہ تم پر اپنی طرف سے عذاب نازل کر دے پھر تم اسے پکارو لیکن وہ تمہاری دعا قبول نہ کرے"(احمد)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، **اِنّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتَّى يَرَوْا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ وَهُمْ قَادِرُونَ عَلَى أَنْ يُنْكِرُوهُ فَلَا يُنْكِرُوهُ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَذَّبَ اللَّهُ الْخَاصَّةَ وَالْعَامَّةَ** "بے شک اللہ چند مخصوص لوگوں کے عمل کے نتیجے میں سب لوگوں کو سزا نہیں دیتا جب تک کہ وہ اپنے درمیان منکر دیکھیں اور وہ اس کا انکار کرنے کی قدرت رکھتے ہوں مگر وہ انکار نہ کریں۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ عام اور خاص دونوں کو سزا دے گا"(احمد)۔

کیا ہماری موجودہ ذلت و رسوائی ہمیں اس بات پر مجبور نہیں کرتی کہ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈریں اور اس اہم فریضے کی ادائیگی کے حوالے سے ہم جس کوتاہی کے مرتکب ہو رہے ہیں اس کا خاتمہ کر دیں؟ یاد رکھیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ صرف ظالم کو اس کے ظلم پر سزا نہیں دیتا بلکہ انہیں بھی سزا دیتا ہے جن کی آنکھوں کے سامنے منکر ہوتا رہا اور انہوں نے نہ صرف اس کو روکنے کی کوشش نہ کی بلکہ خاموشی سے اس کا نظارہ کرتے رہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں، **وَاتَّقُوا فِتْنَةً لاَ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ** "اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص کر صرف انہی لوگوں پر واقع نہ ہو گا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے"(الانفال:25)، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، **إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمْ اللَّهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ** "اگر لوگ ظالم کو ظلم کرتا دیکھیں اور اس کو روکنے کے لئے کچھ نہ کریں تو اللہ جلد ہی انہیں سزا دے گا"(ترمذی)۔ یقیناً پہلے سے کہیں زیادہ مسلمانوں کو اپنی اس شدید کوتاہی پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے اور پوری قوت کے ساتھ اس فرض کی ادائیگی کے لئے آگے بڑھنا چاہیے۔ یہ ایک ایسا فریضہ ہے جو عظیم قربانیوں کا تقاضا کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں جان بھی داؤ پر لگانی پڑ سکتی ہے۔ روایت ہے کہ، **عَرَضَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ عِنْدَ الْجَمْرَةِ الْأُولَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ فَلَمَّا رَأَى الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ سَأَلَهُ فَسَكَتَ عَنْهُ فَلَمَّا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ لِيَرْكَبَ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ؟ قَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ ذِي سُلْطَانٍ جَائِرٍ** "ایک شخص پہلے مقام جمرہ پر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور سوال کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ! سب سے بہترین جہاد کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے دوسرے مقام جمرہ پر کنکر مار دیے تو اس شخص نے پھر وہی سوال دہرایا اور رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے

تیسرے مقام جمرہ پر کنکر مار دیے اور اپنے پیر سواری پر چڑھنے کے لئے چمڑے کی زین میں ڈال دیے تو پوچھا کہاں ہے وہ سوال کرنے والا؟ اس نے کہا کہ، میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا"(ابن ماجہ)۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ، سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، وَرَجُلٌ قَامَ إِلَى إِمَامٍ جَائِرٍ فَأَمَرَهُ وَنَهَاهُ فَقَتَلَهُ "شہداء کے سردار حمزہ بن عبدالمطلب ہیں اور وہ شخص بھی جو جابر حکمران کے سامنے کھڑا ہوا اور اسے (نیکی کا) حکم دیا اور (برائی سے) منع کیا اور اس(حکمران) نے اسے قتل کر دیا"(الحاکم)۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ان حکمرانوں کا محاسبہ کریں جو شرعی بیعت سے اقتدار میں آئے ہیں، اسلام نافذ کرتے ہیں لیکن پھر اس کے نفاذ میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ تو کیا آج ہم ان مجرم حکمرانوں کے سامنے خاموش رہیں جنہوں نے اقتدار پر غیر شرعی طریقے سے قبضہ کیا ہے، امت کو اسلام سے محروم کر دیا ہے اور پھر اس امت کے بیٹوں اور بیٹیوں کو صرف اس لئے مارتے ہیں کہ وہ ان کا احتساب کرتے ہیں؟ کیا ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غلام ہونے کے ناطے کریموف جیسے ظالم حکمرانوں کے سامنے خاموش رہیں جس نے صرف ازبکستان میں خلافت کے آٹھ ہزار داعیوں کو جیلوں میں ڈال رکھا ہے، درجنوں کو شہید کر دیا ہے جن میں سے کچھ کو زندہ ابلتے ہوئے پانی میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوگئے اور ایک کی پسلی کی ہڈی نکال ڈالی جبکہ وہ ابھی زندہ تھا؟ کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے دشمن بشار جیسے ظالم حکمرانوں کے سامنے خاموش رہیں جو اپنے مغربی کافر آقاؤں کی خواہش پر پورے شام کو جلا ڈالنے پر تلا بیٹھا ہے کہ کہیں یہاں رسالت کے طریقے پر خلافت قائم نہ ہو جائے؟ کیا ہم راحیل۔ نواز حکومت کے سامنے خاموشی اختیار کرلیں جو افواج پاکستان کو مغربی استعماری طاقتوں کے مفادات کے حصول کے لئے دنیا کے کسی بھی کونے میں بھیج دیتی ہے لیکن انہیں کشمیر، افغانستان اور فلسطین کے مسلمانوں کو آزادی دلانے کے لئے حرکت میں نہیں لاتی؟ نہیں ہم ایسا نہیں کرسکتے کیونکہ مسلمان وہ ہوتا ہے جو صرف اللہ سے ڈرتا ہے کسی انسان کے ظلم سے نہیں ڈرتا۔ وہ ظلم کے سامنے ایسی خاموشی کو مسترد کرتا ہے کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے غداری کے مترادف ہے۔ مسلمان وہ ہے جو اللہ کی خوشنودی اوراس آخرت کے اجر کو پانے کے لئے جان تک لڑا دیتا ہے جس کا کوئی اختتام نہیں ہے۔ وہ اس بات کو اچھی طرح سے جانتاہے کہ زندگی کا مقصد اللہ کی عبادت کرنا ہے اور مشکلات و مصائب وہ امتحان ہیں جن سے ،بغیر کسی شکوے کے، گزر جانے کی صورت اس کی رضا حاصل ہو گی۔ ایمان والے ظلم کے سامنے خاموشی کو اپنے ایمان کی قوت سے توڑ ڈالتے ہیں اور فضاء کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی زوردار آواز سے بھر دیتے ہیں اور حکمرانوں کا بھرپور احتساب کرتے ہیں۔

اور ایسا نہیں کہ مسلمان ظالموں کے جبر و تشدد سے واقف نہیں ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پہلے ہی ہمیں بتا چکے ہیں کہ، وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ "اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو سختی اور ظلم سے پکڑتے ہو"(الشعراء:130)۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ مسلمان یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ کی سزا ان ظالموں کے ظلم سے کہیں زیادہ سخت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ "یقیناً تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے"(البروج:12)۔ اس کے علاوہ مسلمان یہ بات بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ کوئی مشکل اور آزمائش نہیں آسکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلاَّ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلاَنَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ "آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی، وہ ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے۔ مومنوں کو اللہ کی ذات پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے"(التوبۃ:51)۔ مسلمان اس بات سے بھی آگاہ ہیں کہ حق بات کہنے سے کوئی ان کے رزق پر بندش نہیں لگا سکتا کیونکہ اللہ ہی واحد رازق ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت کے بعد دوبارہ بھی وہی زندہ کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، أَلَا لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ رَهْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ إِذَا رَآهُ أَوْ شَهِدَهُ فَإِنَّهُ لَا يُقَرِّبُ مِنْ أَجَلٍ وَلَا يُبَاعِدُ مِنْ رِزْقٍ "جب کبھی منکر کو دیکھو یا سنو تو لوگوں کے خوف سے حق بات کہنے سے مت ڈرو کیونکہ ایسا کرنا نہ تو تمہاری زندگی کو مختصر کرے گا اور نہ ہی تمہارے رزق کو"(احمد)۔ آج عملاً خلافت کی واپسی میں زیادہ وقت باقی نہیں رہ گیا کیونکہ وہ امت کے ہر طبقے کے دل و دماغ میں تو آ ہی چکی ہے۔ لیکن اگرچہ فاصلہ کم ہی کیوں نہ رہ گیا ہو لیکن اس کو پار کرنے کے لئے زبردست تقویٰ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری کی ضرورت رہتی ہے۔ نبوت کے طریقے پر خلافت کی واپسی کو اب صرف مسلمان ہی آتا ہوا محسوس نہیں کررہے بلکہ اُن کے مغربی دشمن بھی محسوس کررہے ہیں۔ ہمارے دشمنوں نے اپنے ایجنٹوں کو مسلم دنیا میں متحرک کر دیا ہے جنہوں نے اپنے غنڈوں کے ذریعے خلافت کے لئے کام کرنے والے مخلص مسلمانوں کو گرفتار، اغوا اور ہراساں کرنا شروع کر دیا ہے۔

بقیہ صفحہ 19 پر

پاکستان میں اسلام کو کچلنے کی امریکی مہم

پمفلٹ

"نیشنل ایکشن پلان" اور اکیسویں آئینی ترمیم کو استعمال کرتے ہوئے راحیل-نواز حکومت پاکستان میں بڑے پیمانے پر تبدیلیاں کر رہی ہے۔ عدلیہ ،میڈیا، سوشل میڈیا، حکمرانی، تعلیم اور فوج سب میں ردوبدل کیا جارہا ہے۔ تاہم یہ نیشنل ایکشن پلان نہ تو پاکستان سے بدامنی کا خاتمہ کرے گا اور نہ ہی خوشحالی کا باعث بنے گا، کیونکہ یہ پلان دراصل امریکہ کی حکمتِ عملی کا حصہ ہے جو اس نے اسلامی دنیا کی سب سے مضبوط ریاست سمیت اس پورے خطے پر اپنی بالادستی کو مضبوط بنانے کے لیے تیار کی ہے۔

اس "نیشنل ایکشن پلان " کے اہداف اور بنیادی ڈھانچہ اُس ادارے نے طے کیا ہے کہ جسے امریکہ نے تشکیل دیا تھا،اس ادارے کا نام" پاکستان اور امریکہ کا مشترکہ ورکنگ گروپ برائے انسدادِ دہشت گردی و نفاذ قانون"(پاکستان امریکہ جوائنٹ ورکنگ گروپ آن کاؤنٹر ٹیررازم اینڈ لاء انفورسمنٹ)ہے JWG-CTLE ہے۔ اس ادارے کا پاکستان پر وسیع اور گہرا اثر ہے کیونکہ اس کو چلانے میں امریکی دفتر خارجہ، امریکی دفتر عدل، امریکی ایف بی آئی سب اپنا اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ جب سے اس گروپ JWG-CTLE کا 2002ء میں اعلان کیا گیا اس وقت سے یہ پاکستان میں موجود امریکہ کے ایجنٹوں کو اسلام، جہاد اور خلافت کی دعوت کو کچلنے کے لیے رہنمائی فراہم کر رہا ہے، خواہ یہ مشرف کی "روشن خیال اعتدال پسندی" (enlightened moderation)ہو یا پھر موجودہ راحیل -شریف حکومت کا "نیشنل ایکشن پلان "ہو۔

"نیشنل ایکشن پلان" اور دیگر اسالیب کے ذریعے امریکہ مسلمانوں کی اسلام سے گہری وابستگی کا خاتمہ چاہتا ہے۔ یہ گہری وابستگی صدیوں تک اسلام پر کاربند رہنے، اسلام کی راہ میں جہاد کرنے اور اسلام کے قوانین کے ذریعے حکمرانی کرنے کا نتیجہ ہے۔ اسلام کی طاقت ہی وہ بنیادی وجہ تھی کہ جس کے نتیجے میں اس خطے کے مسلمان پاکستان کے قیام کے لیے حرکت میں آئے اور انہوں نے اس وقت کی عالمی طاقت برطانیہ کو برصغیر پر اپنے فوجی قبضے کو ختم کرنے پر مجبور کر دیا اور پھر برطانیہ کو دوبارہ یہاں قدم رکھنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ یہ اسلام کی طاقت ہی تھی کہ جس نے ایک اور سپر پاور روسی سوویت یونین کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ افغانستان پر اپنے تسلط کا خاتمہ کرے اور اُس نے اِس حالت میں اپنا بوریا بستر گول کیا کہ فوجی اور معاشی بدحالی کی وجہ سے بالآخر اس کی ریاست اور نظام کا ہی خاتمہ ہو گیا۔ اور اب جبکہ امریکہ بذاتِ خود اس خطے پر اپنا تسلط جمانا چاہتا ہے تو اسلام کی یہی طاقت اس کے رستے میں رکاوٹ بن رہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں اسلام کی طاقت کو کچلنا امریکہ کے لیے خطے میں اپنی موجودگی کو برقرار رکھنے اور اپنے مفادات کو پورا کرنے کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہے۔ "نیشنل ایکشن پلان" اور دیگر اسالیب کے ذریعے امریکہ اپنے ایجنٹوں کو حرکت میں لے کر آیا ہے تاکہ جہاد کو "دہشت گردی" قرار دے کر اُن مخلص مجاہدین کے خلاف شکنجہ کسا جائے جو افغانستان میں امریکی قبضے کے خلاف جہاد کر رہے ہیں اور اِس اصل مقصد کو چھپانے کے لیے اُن مفسد عناصر کی گرفتاریوں کو آڑ بنایا جا رہا ہے جو فرقہ وارانہ اور لسانی بنیادوں پر پُرتشدد کاروائیاں کرتے ہیں۔ امریکی ایجنٹ پاکستانی میڈیا، فیس بک سمیت دیگر سوشل میڈیا اور سیاسی حلقوں میں اسلامی افکار و جذبات کے اظہار کو بھی کچل رہے ہیں اور "نفرت آمیز تقاریر اور مواد"، "انتہاء پسندی" اور "اسلام ازم" کہہ کر اسلامی خیالات کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف وہ ہزاروں مخلص علماء اور سیاست دانوں کو پکڑ رہے ہیں جو افغانستان میں امریکی قبضے کے خلاف جہاد کی بات کرتے ہیں یا پاکستان میں خلافت کے قیام کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ اس حکومت نے پاکستان کے طول و عرض میں حزب التحریر کے ممبران کو گرفتار کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے، پاکستان میں حزب التحریر کے میڈیا ترجمان نوید بٹ کو پاکستانی حکومت نے اغوا کر رکھا ہے اور 11 مئی 2015 سے اس حکومتی اغوا کے چوتھے سال کا آغاز ہو جائے گا۔ جبکہ 22اپریل 2015 کی رات حکومتی غنڈوں نے پاکستان میں حزب التحریر کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے چیئرمین سعد جگرانوی کو پکڑ لیا جن کی شہرت اور عزت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

جہاں تک تعلیم کے شعبے کا تعلق ہے تو یہ امریکی ایجنٹ اسلامی مدارس کو مالی امداد سے محروم کر رہے ہیں جبکہ کافر استعماری اداروں کی نگرانی کے تحت اور ان کی مالی امداد کے ذریعے عام سکولوں کے نصاب میں تبدیلیاں کی جا رہی ہیں تاکہ نوجوانوں سے، جو کہ پاکستان کا مستقبل ہیں، ان کی انمول اسلامی شناخت اور

وراثت چھین لی جائے۔ اور جہاں تک پاکستانی افواج کا تعلق ہے تو امریکہ اور اس کے ایجنٹ اسلام کو کچلنے کے لیے ہماری افواج ہی کی مدد و حمایت حاصل کرنا چاہتے ہیں جبکہ دوسری طرف وہ ہماری افواج کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہ امریکہ اور انڈیا کی قربت اختیار کرے اگرچہ یہ امتِ مسلمہ کے کھلے دشمن ہیں اور اسلام ان افواج پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ وہ کشمیر اور افغانستان کو کفار کے قبضے سے نجات دلائیں۔

اس کے علاوہ "نیشنل ایکشن پلان" کی ابتداء سے ہی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ درحقیقت امریکی پلان ہے کیونکہ امریکی ایجنٹ حکمران پاکستان میں عدم استحکام کی بنیادی وجہ یعنی ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے بیرونی اثر و رسوخ کو ختم کرنے کے لیے کچھ نہیں کر رہے جبکہ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ اس سانپ کے سر کو کچلا جائے۔ پس راحیل-نواز حکومت نے دشمن بھارت اور امریکہ کے سفارت خانوں کے حوالے سے کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے جو کرائے کے قاتلوں اور گھٹیا مجرموں سے ملاقاتیں کرنے، انہیں وسائل فراہم کرنے اور ان کی تربیت و ٹریننگ کے گڑھ ہیں اور فرقہ وارانہ اور لسانی بنیادوں پر پُرتشدد کاروائیاں سرانجام دینے کے لیے اڈے کا کام کرتے ہیں۔ جہاں تک امریکی پرائیویٹ فوج اور انٹیلی جنس یعنی ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کا تعلق ہے تو ان کے کارندوں کو اس بات کی مکمل آزادی حاصل ہے کہ وہ قتل و غارت گری اور بم دھماکوں کی منصوبہ بندی کریں، اور اس کے لیے وہ ہر قسم کے مواصلاتی آلات اور اسلحے سے مسلح ہو کر پاکستان کے طول و عرض میں گھوم پھر سکتے ہیں، اور جب کبھی رنگے ہاتھوں پکڑے جائیں تو انہیں فوراً رہا کر دیا جاتا ہے۔

اے پاکستان کے مسلمانو! امریکہ اور اس کے ایجنٹ آپ سے مایوس ہو چکے ہیں بالکل ویسے ہی جیسے استعماری برطانیہ اور روس آپ سے مایوس ہو گئے تھے کیونکہ آپ نے ایک بار پھر اپنے خلاف ہونے والی تمام تر سازشوں اور منصوبوں کے باوجود اسلام کو مضبوطی اور کامل یقین کے ساتھ تھام رکھا ہے۔ خلافت کی واپسی انشاء اللہ بہت قریب ہے اور یہی وجہ ہے کہ استعماری کفار نے آپ کے خلاف اپنی کوششوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ اب یہ آپ پر لازم ہے کہ آپ حزب التحریر کے بہادر شباب کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں اور اپنا حق حاصل کر لیں یعنی اس ریاستِ خلافت کو قائم کر دیں جو آپ پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اوامر و نواہی اور اس کے رسول ﷺ کی بابرکت سنت کے مطابق حکومت کرے گی اور وہ دن کفار کے لیے شدید مایوسی کا دن ہو گا کہ ان کی تمام کوششیں بالآخر ضائع چلی گئیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يُنفِقُونَ أَمْوَٰلَهُمْ لِيَصُدُّواْ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ) "بلاشبہ یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لیے خرچ کر رہے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکیں، سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے، لیکن بالآخر یہ مال ان کے لیے حسرت کا باعث بنے گا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے" (الانفال: 36)۔

اے افواجِ پاکستان کے افسران! موجودہ حکمران ہمارے دشمنوں کے سامنے بھیڑ بن جاتے ہیں اور وہ نہیں کرتے جو انہیں ہر صورت فلسطین، کشمیر، افغانستان، عراق، شام اور یہاں تک کے پاکستان کے حوالے سے کرنا چاہیے۔ لیکن مسلمانوں کے سامنے وہ اپنا سینہ پُھلاتے ہیں اور اپنے غیر ملکی آقاؤں کے مفاد کی خاطر سینہ تان کر ہر اس چیز پر حملہ کرتے ہیں جو ہمیں اسلام کی وجہ سے عزیز ہے۔ واضح طور پر یہ ہم میں سے نہیں ہیں اور ہم ان میں سے نہیں ہیں۔ تو پھر کس طرح آپ اپنے اوپر ان کی حکمرانی کو مزید برداشت کر سکتے ہیں جبکہ یہ اپنی بقا کے لیے آپ ہی کی طاقت اور سہارے کو استعمال کرتے ہیں؟ آپ کس طرح قبول کر سکتے ہیں کہ یہ غدار آپ کی طاقت کو کفر، کفار اور ایسے جمہوری نظام کو سہارا دینے کے لئے استعمال کریں کہ جسے انسانی عقل نے تراشا ہے؟ آپ کس طرح ان ایجنٹوں کو اس بات کی اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ اسلام اور اس کی امت کو کچلیں اور ریاستِ خلافت کے تحت اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کے حق کو روک کر کھڑے ہو جائیں؟

اب یہ آپ پر لازم ہے کہ معروف سیاست دان اور ممتاز فقیہ شیخ عطا بن خلیل ابو رشتہ کی قیادت میں حزب التحریر کو خلافت کے قیام کے لئے نُصرۃ فراہم کریں۔ تب ہی اسلام کی سچائی کے نور سے ان مجرم حکمرانوں کے مکروہ منصوبوں کے اندھیرے کا خاتمہ ہو گا۔ (لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ) "تاکہ وہ (اللہ) حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دے خواہ مجرموں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو" (الانفال: 8)

4 رجب 1436 ہجری	**حزب التحریر**
23 اپریل 2015	**ولایہ پاکستان**

نوید بٹ کے اغوا کو تین سال مکمل ہو گئے

راحیل-نواز حکومت کا داعیان اسلام پر ظلم خلافت کے قیام کو روک نہیں سکتا

پریس ریلیز

آج پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کے اغوا کو تین سال مکمل ہو گئے ہیں۔ نوید بٹ کو 11 مئی 2012 بروز جمعہ اس وقت ان کے گھر کے باہر سے حکومتی ایجنسیوں نے دن دھاڑے ان کے تین بچوں کے سامنے اغوا کیا تھا جب وہ نماز جمعہ سے قبل انہیں اسکول سے لے کر اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے ہی تھے۔

حکمرانوں اور ان کے غنڈوں کی یہ "بہادری" ہے کہ وہ ایک نہتے انسان کو تین سال بعد بھی نہ تو چھوڑنے پر تیار ہیں اور نہ ہی اسے کسی عدالت کے سامنے پیش کرنے کی ہمت کر رہے ہیں۔ کیا ان غدار ایجنٹ حکمرانوں اور ان کے غنڈوں کی بہادری صرف معصوم اور نہتے مسلمانوں کے لئے ہی مخصوص ہے۔ جب کفار ان کی آنکھوں کے سامنے اسلام، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی بے حرمتی کرتے ہیں تو یہ اُن کے سامنے بھیگی بلی بن جاتے ہیں اور اُن سے اپنی غداریوں کے عوض تمغے اور گارڈ آف آنر وصول کرتے ہیں۔ جب بھارت اور امریکہ ہمارے فوجیوں اور شہریوں کو سرحدوں پر قتل کرتے ہیں تو شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے ان پر ٹوٹ پڑنے کی جگہ بکری کی طرح ممیاتے ہوئے ایک کمزور مذمتی بیان جاری کرنا ہی کافی سمجھتے ہیں۔

راحیل-نواز حکومت نوید بٹ کو تین سال سے مسلسل قید میں رکھ کر اور اس دوران درجنوں حزب التحریر کے شباب کو اغوا اور گرفتار کر کے یہ جان چکی ہو گی کہ ان کا ظلم و ستم نہ تو حزب التحریر اور اس کے شباب کو خوفزدہ کر سکا اور نہ ہی خلافت کی دعوت کو پاکستان کے کونے کونے تک پہنچنے سے روک سکا ہے۔ ان میں اگر تھوڑی سی بھی ایمان کی چنگاری ہوتی تو جان لیتے کہ یہ تو اللہ کی دعوت ہے جسے پوری دنیا مل کر بھی روک نہیں سکتی اور اگر ان میں تھوڑی سی بھی عقل ہوتی تو صرف ازبکستان کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ظلم و ستم سے باز آجاتے جہاں کریموف نے آٹھ ہزار سے زائد حزب التحریر کے شباب کو سات سے پندرہ سال تک کی قید میں ڈالا اور ان میں سے درجنوں کو دوران قید بدترین تشدد کر کے قتل کر دیا لیکن اس کے باوجود ازبکستان سے حزب التحریر اور اسلام کی دعوت کو ختم نہیں کر سکا بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ وسیع ہو گئی۔

ہم راحیل-نواز حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر اسے رائی برابر بھی یقین ہے کہ انہیں اپنے رب کے سامنے پیش ہونا ہے تو اپنے عمل سے توبہ کریں اور نوید بٹ کو فوراً رہا کریں اور اس دعوت کی راہ میں کانٹے بچھانے سے باز آجائیں۔ حزب التحریر تم سے یہ مطالبہ صرف اس وجہ سے کر رہی ہے کہ تم مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہو لہٰذا اس وقت سے پہلے توبہ کر لو جس کے بعد توبہ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں ورنہ حزب التحریر اور اس کے شباب اللہ کی رضا پر راضی ہیں اور رب کائنات سے امید رکھتے ہیں کہ اس دنیا کی آزمائشوں کا بدلہ آخرت میں جنت الفردوس کی صورت میں دیں گے۔ یہ جان لو اگر تم نے یہ قسم کھائی ہے کہ ہر صورت اپنے آقا امریکہ کی پوجا کرنی ہے تو ہم بھی اپنے رب سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں استقامت نصیب فرمائے اور اگر رب کی رضا کے لئے موت بھی قبول کرنی پڑے تو بلا جھجک اسے گلے سے لگا لیں۔ یقیناً ایمان والوں کے لئے یہ سودا بہترین ہے۔ تو پھر بتاؤ راحیل-نواز حکومت تمہارا کیا فیصلہ ہے؟ امریکہ کی اطاعت یا اپنے رب کی اطاعت؟ وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ ٱلظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ ٱلْأَبْصَارُ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْـِٔدَتُهُمْ هَوَآءٌ "اور مت یہ خیال کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں اللہ ان سے بے خبر ہے۔ وہ ان کو اس دن تک کی مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی (اور لوگ) سر اوپر اٹھائے دوڑ رہے ہوں گے، خود اپنی طرف بھی ان کی نگاہیں لوٹ نہ سکیں گی اور ان کے دل (خوف سے) ہوا ہو رہے ہوں گے" (ابراھیم:43-42)

نوٹ: حزب التحریر نے اس موقع پر نوید بٹ کے بیوی بچوں کے ویڈیو پیغام بھی جاری کیے ہیں جنہیں اس لنک پر دیکھا جا سکتا ہے: pk.tl/1iMQ

ایم کیو ایم کے خلاف برائے نام آپریشن کا مقصد نیشنل ایکشن پلان کو غیر جانبدار ثابت کرنا ہے

تحریر: انجینئر سہام

گزشتہ ایک ہفتے سے راحیل نواز حکومت نے ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن کا جو آغاز کر رکھا ہے اس کے بدلے میں انہیں ملک بھر سے بھرپور پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ ایم کیو ایم کے مرکز نائن زیرو پر چھاپہ، سنگین جرائم میں ملوث ٹارگٹ کلرز کی گرفتاری اور اس کے بعد سزائے موت کے مجرم صولت مرزا کے مقتول ایم ڈی کے ای ایس سی قتل سے متعلق سنسنی خیز بیانات نے نیشنل ایکشن پلان کے حوالے سے حکومت کی دم توڑتی ساخت کو آکسیجن کی فراہمی کا کام انجام دیا ہے۔

ایک جانب جہاں کچھ لوگوں نے ان تمام کارروائیوں کو ایم کیو ایم کے ممکنہ خاتمے سے تعبیر کیا تو وہیں کچھ نے آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے کراچی میں قیام امن کے عزم اور فہم و فراست کو قابل تحسین قرار دیا ہے۔ اس تناظر میں ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم موجودہ صورت حال پر گہری نگاہ ڈالیں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ آخر ان تمام تر کارروائیوں کے پیچھے حکومت کے اصل محرکات کیا ہیں کیوں کہ ہم میں سے شائد ہی کوئی ہو جسے ایم کیو ایم کی حقیقت کے بارے میں علم نہ ہو اور نہ ہی یہ حکومت کے لیے کوئی نئی بات ہے، اس لیے یہ سوال انتہائی اہم ہے کہ ایم کیو ایم کے خلاف یہ سب کچھ آخر ابھی ہی کیوں؟

اس بات میں دورائے نہیں کہ ایم کیو ایم کے خلاف حکومتی کارروائیاں انتہائی کھوکھلی رہی ہیں۔ وہ اس لیے کہ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی کارروائیوں میں کچھ بنیادی اقدامات کو نظر انداز کیا گیا ہے جو ایک ریاست کسی بھی گروہ یا تحریک کی روک تھام کے لیے اٹھاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ریاست واقعی ایم کیو ایم کے خلاف ایکشن لینے میں سنجیدہ ہے تو اسے سب سے پہلے تو لندن سے آنے والی فون لائن کو منقطع کرنا چاہیے جس کے ذریعے الطاف حسین سات سمندر پار بیٹھ کر کراچی کے عوام سے روابط قائم رکھتے ہیں، میڈیا کو انٹرویوز دیتے ہیں اور پارٹی عہدے داران کو ہدایات جاری کرتے ہیں مگر جو ہم دیکھ رہے ہیں وہ اس سے بہت مختلف ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جو پہلے نہیں ہوا کرتا تھا وہ اب دھڑلے سے ہو رہا ہے۔ ایم کیو ایم کے سربراہ نے گزشتہ دس روز کے دوران میڈیا کو جتنے انٹرویوز دیے ہیں اس سے پہلے شائد ہی کبھی دیے ہوں۔

صرف یہی نہیں، ایم کیو ایم کے مرکز پر چھاپہ پڑنے کے باوجود شہر میں اس کے زونل آفس جنہیں سیکٹر اور یونٹ کہا جاتا ہے اب بھی معمول کے مطابق کام کر رہے ہیں اور رابطہ کمیٹی کی سرگرمیاں بھی جوں کی توں جاری ہیں۔

اگر حکومت کراچی میں قیام امن کے لیے اتنی ہی سنجیدہ اور پر عزم ہوتی تو صرف ایم کیو ایم نہیں بلکہ شہر میں دیگر سیاسی جماعتوں کے پارٹی آفسز اور رہائش گاہوں پر بھی چھاپے مار کر ہتھیار برآمد کیے جاتے اور ان کی جانب سے سڑکوں پر کھڑی کی گئیں رکاوٹوں کو بھی ہٹایا جاتا۔ اگر یہ نہیں تو کم از کم اس ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کے خلاف ہی حکومت حرکت میں آتی جس کی سازشیں اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہیں۔ وہ امریکی حکام جو پاکستان میں بیٹھ کر پاکستان میں نفرت اور جنگ کی آگ بھڑکانے میں مصروف ہیں۔

ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن کا مقصد کراچی میں قیام امن، دہشت گردوں کا خاتمہ یا شہر کو جرائم پیشہ عناصر سے پاک کرنا ہرگز نہیں بلکہ اس کا مقصد کچھ اور ہی ہے جس کے حوالے سے پہلے ہی بہت سوالات اٹھائے جا چکے ہیں۔ اور ان سوالوں کا جواب نیشنل ایکشن پلان میں چھپا ہے جو ملک میں بھرپور قوت کے ساتھ جاری ہے۔ جب سے نیشنل ایکشن پلان کا نفاذ ہوا ہے حکومت کی ایجنسیوں نے ملک بھر سے چوبیس ہزار آٹھ سو چوالیس(24844) چھاپوں میں پچیس ہزار آٹھ سو چھیانوے(25896) افراد کو گرفتار کیا ہے۔ پنجاب میں 13ہزار 288، سندھ میں 4ہزار252، خیبر پختونخوا میں 5ہزار456، بلوچستان میں66، اسلام آباد میں 393، آزاد جموں و کشمیر میں 125، گلگت بلتستان میں 54 جب کہ فاٹا میں 83 چھاپے مارے گئے۔ ان کارروائیوں میں پولیس نے تین ہزار نو سو چھ(3906) افراد کو لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے قانون کی خلاف ورزی پر گرفتار کیا اور ان میں سے دو ہزار آٹھ سو چوہتر(2874) افراد کو صرف پنجاب سے گرفتار کیا گیا ہے۔ نفرت پھیلانے والی تقاریر کرنے کے الزام میں سات سو سینتیس (737) مقدمات قائم کیے گئے اور اسی الزام کے تحت سات سو پینتالیس(745) افراد کو گرفتار اور انہتر (69) دکانوں کو بند کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ مدارس میں غیر ملکی طلبہ کے داخلے اور مدارس کے لئے بیرون ملک سے آنے والے چندوں، چاہے وہ انفرادی ہوں یا کسی ریاست کی جانب سے، پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

اس صورتحال نے مذہبی جماعتوں اور علماء کرام میں بے چینی کی لہر میں شدید اضافہ کیا اور انہوں نے حکومت پر الزام لگایا کہ اِن تمام اقدامات کا ہدف صرف مذہبی لوگ ہیں جبکہ سیکولر و قوم پرست

جماعتوں اور ان کے مسلح دستوں کو کھلی چھوٹ حاصل ہے۔ 12 فروری کو شائع کی گئی ایک رپورٹ کے مطابق اتحاد تنظیمات المدارس پاکستان نے نیشنل ایکشن پلان کے تحت مدارس پر گہری نظر رکھنے کے اقدام پر شدید تشویش کا اظہار کیا۔ 17 فروری کو مفتی نعیم نے ایک بیان میں ملک بھر میں وفاق المدارس سے ملحقہ 23 ہزار مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے تقریباً 40 لاکھ ملکی و غیر ملکی طلباء کے حکومتی اقدامات کے حوالے سے تحفظات سے آگاہ کیا۔ مفتی نعیم نے یہ بھی کہا کہ مذہبی حلقے پاکستان کو ایک سیکولر ریاست بنانے کی سازش کا مقابلہ کرنے کے لیے پوری طرح متحد ہیں۔ 2 مارچ 2015 کو اتحادِ تنظیماتِ مدارس، جو کہ پانچ مذہبی اداروں کا ایک مشترکہ پلیٹ فارم ہے، نے مدارس کے خلاف حکومتی اقدامات کو سختی سے مسترد کردیا ۔ انہوں نے حکومت کے "غیر آئینی" اقدامات کی حمایت کرنے سے بھی انکار کردیا کیونکہ وہ استعماری طاقتوں کے منصوبوں کی پیروی کررہی ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ حکومت اسلام کے خلاف امریکہ اور مغرب کے منصوبوں کو آگے بڑھارہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت علماء کرام کی گرفتاریوں اور مساجد میں لاوڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی کے ذریعے انہیں ہراساں کررہی ہے اور اس طرح اسلام کے خلاف منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ اتحادِ تنظیماتِ مدارس کے سربراہ نے کہا کہ صرف مدارس کو نشانہ بنایا جارہا ہے اور اِن پر چھاپوں کا سلسلہ ایک دن کے لئے بھی روکا نہیں گیا ہے۔

14 مارچ کو اتحاد تنظیمات المدارس کے اجلاس کے بعد میڈیا سے بات کرتے ہوئے مفتی منیب الرحمان نے کہا کہ ریاست کے کسی ادارے کو مذہب کو اپنے کنٹرول میں کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ دہشت گردی کی مختلف صورتیں ہیں جب کہ صرف اور صرف مدارس کو ہی اس کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ آخر کیوں؟

راحیل نواز حکومت کے نیشنل ایکشن پلان سے نہ صرف علماء میں شدید ردعمل پیدا ہوا بلکہ پاکستان بھر کے لوگوں میں بھی اس کے خلاف نفرت پیدا ہونی شروع ہوگئی۔ اس قسم کا غصہ حکومت اور واشنگٹن میں بیٹھے ان کے آقاؤں کی اسلام کے خلاف جنگ کے لئے خطرناک ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایم کیو ایم کے خلاف ایکشن کا آغاز کیا گیا ہے تاکہ نیشنل ایکشن پلان کو غیر جانبدار ثابت کیا جائے اور یہ کہا جاسکے کہ نیشنل ایکشن پلان تمام قسم کے مجرموں کے خلاف ہے جیسا کہ وزیرِ اطلاعات سینیٹر پرویز رشید نے ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن شروع ہونے کے ساتھ ہی یہ بیان دیا کہ "کوئی مجرم چاہے کسی مدرسے میں ہو یا کسی سیاسی جماعت کے آفس میں، اسے گرفتار کیا جائے گا اور اگر اس دوران کوئی بھی رکاوٹ سامنے آئی تو اسے ہٹایا جائے گا"۔

کالم نگار عارف نظامی نے بھی یہی کہا کہ اگر تمام جرائم پیشہ افراد کے خلاف برابر کی سطح پر کارروائی نہ کی گئی تو یہ (نیشنل ایکشن پلان) اپنا اثر کھودے گا۔ تحریک انصاف کراچی کے صدر علی زیدی نے مطالبہ کیا کہ سیاسی وابستگیوں سے قطع نظر کراچی سے گرفتار ہر مجرم کا فوجی عدالت میں ٹرائل ہونا چاہیے۔

تو کیا اب بھی کوئی ہے جسے اس بات پر شک ہو کہ ایم کیو ایم کے خلاف ایکشن کی اصل وجہ کیا ہے؟ کیا اب بھی حقیقت عیاں نہیں کہ ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن ایک دھوکہ ہے۔ کیا اب بھی یہ واضح نہیں کہ راحیل نواز حکومت نے ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن نیشنل ایکشن پلان کو غیر جانبدار ثابت کرنے کے لئے شروع کیا ہے۔ تاکہ امت کو اس دھوکے میں ڈالا جاسکے کہ امریکی تحریر کردہ نیشنل ایکشن پلان خصوصاً اُن لوگوں کے خلاف نہیں ہے جو کسی نہ کسی حوالے سے اسلام کی ترویج اور نفاذ کی کوششوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ایم کیو ایم کے خلاف ایکشن کا بنیادی مقصد کراچی میں مسلح جرائم پیشہ افراد یا امریکی جاسوسوں اور قاتلوں کی گرفتاری کے ذریعے امن کا قیام نہیں بلکہ اسلام کے خلاف امریکی جنگ کو غیر جانبدار ثابت کرکے عوام کا اعتماد جیتنا ہے۔ یہ آپریشن تو صرف ان کارروائیوں کا نقطہ آغاز ہے جو کراچی میں موجود اسلام پسندوں اور افغانستان میں امریکی فورسز کے خلاف جہاد کرنے والوں کے خلاف شہر میں شروع کیا جاچکا ہے۔

اگر یہ حکومت لوگوں کی جان و مال کے تحفظ میں سنجیدہ ہوتی تو اس نے کراچی میں امریکی قونصل خانے کو بند کیا ہوتا جو کراچی اور اس سے بھی آگے بلوچستان تک لسانی و فرقہ وارانہ نفرتوں کو پھیلانے کا مرکز ہے۔ حکومت نے ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کے امریکی جاسوسوں کو گرفتار کیا ہوتا جو بم دھماکوں اور قتل و غارت کی وارداتوں کی منصوبہ بندی اور نگرانی کرتے ہیں جس کی وجہ سے پورا پاکستان بدامنی اور افراتفری کی لپیٹ میں ہے۔ اور اگر یہ حکومت سنجیدہ ہوتی تو اس نے تمام امریکی سیاسی و فوجی اہلکاروں کو ملک سے نکال دیا ہوتا جو پاکستان کی قیادت

بقیہ صفحہ 19 پر

آزادیِ اظہارِ رائے: مذہب کے خلاف جنگ کا اہم ہتھیار

تحریر: ابنِ نُصرہ

چارلی ہیبڈو کے پیرس میں واقع دفاتر پر حملے کے بعد موجودہ پوپ فرانسس کا مندرجہ ذیل بیان مذہب اور آزادئ رائے کے درمیان گہرے تضاد کی علامت ہے۔سادہ الفاظ میں پوپ فرانسس نے یہ کہاکے اگر کوئی ان کی والدہ کے خلاف غیر مہذبانہ الفاظ استعمال کرتا ہے تو اسے ایک شدید ردعمل کی توقع رکھنی چاہیے۔دوسرے لفظوں میں غیر ذمہ دارانہ طریقے سے استعمال کئے گئے الفاظ کے سنگین نتائج ہوسکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ محض آزادیِ رائے کے اظہار میں لاپرواہی سے گریز کرنا کافی نہیں ہے بلکہ آزادئ رائے کا اصول بنیادی طور پر ہی غلط ہے۔آزادئ اظہار رائے، مادیت پرستی سے جنم لینے والا ایک لادینی نظریہ ہے جو کہ اب سیکولر مغرب کی مذہب کے خلاف نظریاتی جنگ میں ایک فکری ہتھیار کی صورت اختیار کر گیا ہے۔مذہب سے مخلص لوگوں کے لیے یہ ضروری ہے کے وہ سیکولر افکار پر مبنی ترکیب کو ترک کر کے دوبارہ اس بنیادی فکری ڈھانچے کی طرف رجوع کریں جو درست مذہبی عقائد سے یکساں ہے۔

سیکولر رہنے کی آزادی

اظہارِ رائے کی آزادی کو ایک ایسے غیر جانب دار اصول کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جس کے تحت تمام فریقین کو اجازت ہو کے وہ اپنے نقطہ نظر کا برملا اظہار کریں، تاکہ ان میں سے بہترین نقطہ نظر کا انتخاب کیا جاسکے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا کوئی بھی اصول مکمل طور پر غیر جانب دار نہیں ہو سکتا ہے۔ اصل میں، آزادی کا تصور صرف سیکولر ایجنڈے کو پورا کرنے کے کام آتا ہے۔اہل مذہب کو ایسے اصولوں پر تعمیر شدہ معاشرے میں شدید خسارے کا سامنا ہوتا ہے،اور اس کی دلیل کے لئے گزشتہ تین صدیوں میں مغرب میں سیکولر حکمرانی کے نیچے مذہب کی کمزوری پر نظر ڈالنا کافی ہے۔ اظہار رائے کی آزادی کا تصور خالق کی بجائے انسان کو اقتدارِ اعلیٰ کا مالک قرار دیتا ہے۔اس نقطہ نظر کو مان لینے کا مطلب ہے کہ بحث شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہوگئی۔اگر ایک اہلِ مذہب آزادئ اظہارِ رائے کی بنیاد پر بحث شروع کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے اُس کو اپنے تمام تصورات کو غیر مذ ہبی بنیادوں پر از سرِ نو تشکیل دینا ہو گا۔مثال کے طور پر اگر کوئی یہودی،عیسائی یا مسلمان یہ کہنے کی کوشش کرے کے اُس کی الہامی کتاب میں زنا کی ممانعت آئی ہے تو اُس سے کہا جائے گا کہ وہ یہ بات نہیں کر سکتا کیونکہ یہ بات خود اُس آزادی کے تصور سے متصادم ہے جس آزادی نے اسے یہ بات کرنے کا حق مہیا کیا ہے۔

سیکولر کہتے ہیں کہ آزادئ رائے نفسیاتی طور پر ضروری ہے کیونکہ جذبات اور خواہشات کو کچلنا فرد کے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ کتھارسس کی گمراہ کن امید میں فرد کو نقصان سے بچانے کو جواز کے طور پر پیش کرتے ہوئے، دوسروں کے جذبات کو سراسر ٹھیس نہیں پہنچائی جاسکتی۔ منفی احساسات اور نقصان دہ خواہشات کو گہرے تجزیے اور علاج کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ فوری اظہار کے ذریعے مطمئن کرنے کی۔ آزادئ اظہار کا تصور اُس حکمت اور عقل مندی سے مبرّا ہے جو ایک مہذب معاشرے کے اندر ہم آہنگی کی ضرورت کو پورا کرپائے۔معاشرے کے اندر رواداری ایک دوسرے کا احترام کرنے سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ ایسی آزادی پر اصرار کرنے سے کہ جس کے دماغ میں جو کچھ آئے وہ بول دے۔اور جگہوں پر سیکولر یہ بھی کہیں گے کہ آدمی اُس وقت تک آزاد ہے جب تک وہ دوسروں کی آزادی کی راہ میں حائل نہ ہو اور دوسروں کے لیے نقصان کا باعث نہ بنے۔کیا نفرت انگیز تقریر نقصان دہ نہیں ہوتی؟ کیا کسی کی تضحیک اس کی آزادی کو نقصان نہیں پہنچاتی؟ سیکولر بڑی مسرت سے مقدس چیزوں کے خاکے بناتے ہیں۔دراصل سیکولر ایجنڈا، جو کہ ان کے طنز میں صریح طور پر دیکھا جاسکتا ہے، یہ ہے کہ مذہب کو کمزور کیا جائے نہ کہ برداشت۔ اہل مذہب، باوجود اختلاف کے، اس حد تک نہیں گرتے کہ دوسروں کے عقائد کی تضحیک کریں۔ مثلاً اسلام نے بالکل واضح انداز میں دوسروں کے خداؤں کو برا بھلا کہنے سے منع کیا، چاہے وہ کافروں کے بت ہی کیوں نہ ہوں اور اسلامی دنیا اپنی اسِ مذہبی

رواداری پر مبنی اقتدار کی ترجمانی ہند تا اندلس کرتی رہی ہے۔

سیکولر بحث کرتے ہیں کے آزادیٔ رائے ظلم کے خلاف حفاظت کے لیے ضروری ہے۔ یہ استدلال بھی باطل ہے۔ ظلم تب ہی ممکن ہے جب آدمی کو دوسرے آدمی پر اقتدار دیا جاتا ہے۔ آزادی کا تصور جو کہ انا پرستی پر مبنی انفرادیت کو انسان کی ذات میں پیوست کر دیتا ہے، دوسروں کے لیے ہمدردانہ جذبات کو ختم کرنے کا باعث بنتا ہے جبکہ مذہبی فطرت صاحبِ اقتدار کے دلوں کو نرم کرتی ہے اور اُن کے ماتحتوں کو ہر قسم کے جبر کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونے کا حوصلہ دیتی ہے۔ عیسائیت اور اسلام دونوں میں ظلم و جبر کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونے والے نیک اور پرہیزگار لوگوں کی ایک طویل تاریخ ہے۔ مغربی سیکولر لبرل جمہوریتیں ظلم و استبداد میں اپنے سے پہلے کی مذہبی ریاستوں سے کہیں آگے ہیں۔ ریاست ہائے امریکہ میں، "Prison-industrial complex" میں افریقی نسل کے افراد کی تعداد امریکی خانہ جنگی کے وقت کے غلاموں کی تعداد سے بھی زیادہ ہے۔ بلاشبہ امریکہ میں اِس وقت جیل میں قید افراد کا تناسب دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ مغرب اِس وقت اپنے آپ کو آزادی کی سرزمین کے طور پر پیش کرتا ہے جبکہ یہ آزادی بہت سی ضروری لگنے والی حدود اور قیود کے ساتھ منسلک ہے۔

سیکولر بحث کرتے ہیں کہ مذہب عسکریت پسند تنازعہ کی طرف لے جاتا ہے، اور اظہارِ رائے کی آزادی سب میں رواداری کے رویے کی تاکید کرتی ہے۔ جب کبھی سیاسی اور آئینی ادارے ٹوٹتے ہیں تو فوجی تنازعہ ہوتا ہے۔ مغربی سیکولر لبرل جمہوریتوں نے اپنے سرمایہ دارنہ سامراجی عزائم اور لالچ پر مبنی فوجی صنعتی کمپلیکس کے ذریعے دنیا بھر میں ایسی اونچے پیمانے کی عسکری دہشتگردی کی ہے جو کہ ناقابلِ تصور ہے اور اس سے پہلے قائم ہونے والی تمام مذہبی ریاستوں سے زیادہ ہے۔ اسلام نے اسپین سے انڈونیشیا تک حکمرانی کرنے کے باوجود کبھی استحصالی نوآبادیاتی طرزِ عمل اختیار نہیں کیا اور اگرچہ عیسائی ایسا کر چکے تھے لیکن اِس "سلطنت سازی" میں سب سے زیادہ پیش رفت یورپ کے انقلابات کے بعد ہوئی نہ کہ اس سے پہلے۔ یہ مادیت کا قاعدہ ہے جو دنیاوی مادی منفعت کو بڑھانے چڑھانے کے لیے جذبات بھڑکاتا ہے۔ جبکہ مذہب ہمیشہ اعلیٰ مقاصد حاصل کرنے کی طرف مائل کرتا ہے۔

سیکولر کہیں گے کہ آزادئی اظہارِ رائے اہلِ مذہب کے لیے بھی اہم ہیں، کیونکہ یہ اُن کے مذہبی خیالات کے اظہار کی ضمانت دیتی ہے۔ ہمیں ان حقوق کی ضمانت کے لئے سیکولر نظریۂ آزادی کی ضرورت نہیں ہے۔ اِس نظریے کے وجود میں آنے سے پہلے ہی کامل طور پر یہ حقوق دیے جا چکے تھے۔ یہودی، عیسائی اور مسلمانوں میں ایک سے زیادہ مسالک کی موجودگی، اختلافی مسائل میں رواداری کا طویل تاریخی ثبوت ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سیکولر، مذہبی آزادی کی وکالت مستند مذہب کی تشریح کو فروغ دینے کے لیے نہیں بلکہ وہ یہ رویہ نام نہاد جدت پسندوں کو مذہب کے خلاف جنگ میں مضبوط کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں تا کہ وہ مذہب کو توڑ موڑ کر اپنا پوشیدہ سیکولر ایجنڈا لوگوں میں داخل کر سکیں۔

مادیت پرستی کا ماخذ

آزادی اظہارِ رائے پہلی دفعہ یورپ کے سیاسی افق پر سترویں صدی عیسوی میں نمودار ہوئی جب ملحد مفکرین نے عیسائیوں کی جنگوں کو اپنے مادی ایجنڈے کو بڑھانے کے لیے استعمال کیا۔ اِن ملحدوں کی اہم ترین پیش رفت اپنے عقیدۂ مادیت کو آزادی اور جمہوریت کے نظریے کے ساتھ منسلک کر کے پیش کرنا تھی۔ اِن ملحدوں کے مطابق آزادی اور جمہوریت قدرتی طور پر مادیت پرستی سے جنم لیتی ہے: اگر کسی خالق کا کوئی وجود نہیں ہے تو انسان خود اپنی تقدیر کا مالک ہے اور اقتدارِ اعلیٰ خود انسان کے پاس ہے؛ چناچہ انسان کو آزادی دینا ضروری ہے تا کہ وہ اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزار سکے اور تمام اقوام کو جمہوریت کو اپنانا ضروری ہے تا کہ وہ اپنی اجتماعی خواہشات کے مطابق قوانین وضع کر سکیں۔ مزید برآں، اگر آخرت کا کوئی وجود ہی نہیں تو انسان بے غرض ایثار کے "پُرفریب" خیالات کو ترک کر کے اپنے آپ کو مکمل طور پر دنیاوی لذتوں اور فوائد کے حصول میں منہمک کر سکتا ہے۔

اِس مادیت پسند سیاسی نظریے نے یورپ کے عیسائی حکمرانوں کو بظاہر ایک ناقابل تسخیر چیلنج پیش کیا۔ وہ اس حل تک ہی پہنچ پائے کہ مادہ پرستی اور مذہب کے

درمیان سمجھوتہ کرلیا جائے ،جس میں مادیت پسند سیاسی نظریے کو قبول کیا جائے گا لیکن مذہبی عقائد کے بارے میں 'خیالی' بحث کو ایک طرف کر دیا جائے گا۔ وہ اس سمجھوتہ کو عیسائی عقیدے کی حفاظت کے طور پہ دیکھ رہے تھے،اِس حقیقت کا اِدراک کیے بغیر کہ وہ خود عیسائی تہذیب کو تباہ کر رہے تھے۔یہ آزادی اور جمہوریت کے نظریات ایک نئے سیکولر عقیدے پر جڑ پکڑ رہے تھے جو مذہب کو برقرار رکھتے ہوئے اس کو زندگی سے یکسر علیحدہ کر رہا تھا۔ایک عیسائی اپنے مذہبی خیالات اپنی ذاتی زندگی تک محدود رکھتا ہے جبکہ اُس کی عوامی زندگی مادیت پسند سیکولر عقیدے کی دلدل میں دھنستی جاتی ہے۔انسان ایک سماجی مخلوق ہے؛ مادی اقدار کی یہ مسلسل بمباری دیگر تمام چیزوں پر مستقل طور پر حاوی ہو جائے گی۔جب انسان صرف اور صرف مادی دنیاوی فائدے کی طرف لپکتا ہے تو خالص اخلاقیات،انسانیت اور روحانیت کی اقدار دب کر رہ جاتی ہیں۔

سیکولر معاشرے کے اندر آزادئی اظہار کا تصور فکری مباحثے کے لیے شرائط کا تعین کرتا ہے۔مغرب نے آزادئی اظہار کے اصولوں کو اپناتے ہوئے مذہبی عیسائی معاشرے میں مادی اقدار کی وسیع تبلیغ کے لیے راستہ ہموار کیا۔مادیت پسند نظریہ سازوں نے اظہارِ رائے کی آزادی کے لیے آغاز میں ہی شدت سے مہم چلائی اور اِس اصول کو عیسائیت اور دوسرے مذاہب پر شدید حملوں کی بنیاد بنایا۔آج بھی سیکولر ،آرٹ یا طنز کے نام پر مذہبی اقدار کی بیہودہ تضحیک میں مسرت محسوس کرتے ہیں۔اِس ضمن میں چارلی ہیبڈو کے ہولناک توہین آمیز خاکے تازہ ترین مثال ہیں۔

حقوق نہ کہ آزادی

معاشرے کی تشکیل مخصوص اصولوں اور اقدار کی بنیاد پر ترتیب پاتی ہے جو شہریوں کیلئے انکے مجموعی رویوں اور معاشرتی تفاعل یا اختلاط کا تعین کرتی ہے۔ ایک معاشرے کیلیے مختلف متضاد مجموعی اقدار کو اپنانا ناممکن ہے بالکل اُسی طرح جیسے ایک معاشرے کیلیے مختلف متبادل قانونی آئین اپنانا ناممکن ہے۔آزادئی اظہار معاشرے کے اندر مباحثوں کے لئے ایک ناقص اور تعصب پر مبنی بنیاد بنتا ہے اور اہلِ مذہب کیلیے لازمی ہے کہ وہ اِس سے ہٹ کر سوچیں۔عیسائی مفکرین قرونِ وسطیٰ سے قدرتی حقوق کے علمبردار تھے،وہ حقوق جو غالباً اسلامی تہذیب سے لئے گئے تھے جو کہ اُس وقت دنیا کی غالب تہذیب تھی اور نہایت کامیابی سے حقوق اللہ اور حقوق العباد سے متعلق اعلیٰ تصورات کو نافذ کر رہی تھی۔ایسے حقوق کا تصور جو کہ الہامی طور پر مقرر کردہ ہوں اور واضح اور ناقابلِ تغیر ہوں، فکری مباحث کے لئے،اور انسانی سلوک و تعامل کے لئے آزادی کے اس خیالی تصور سے کہیں زیادہ مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے جس کا ڈھنڈورا سیکولرزم کے حامی صرف اس وقت پیٹتے ہیں جب وہ بات ان کے حق میں جائے۔ اور جب یہ ان کے حق میں نہ ہو تو انہیں عقل سے ہی استدلال کرتے ہوئے حدود اور مستثنیات کی فہرست پیش کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

فقط تین صدیاں پہلے پوری دنیا پر مذہب کا غلبہ تھا۔ مذہب اب پھر عروج پر آرہا ہے۔مذہب کے خلاف آزادئ رائے کے نام پر جو سیکولر طبقہ شدت سے پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہے،وہ صرف اسی بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ مغربی سیکولر قوتیں مذہب کی حیاتِ نو کا بخوبی اندازہ کر رہی ہیں،بالخصوص مسلمانوں میں،جن کو انہوں نے اسلام کے خلاف ایک نئی جنگ میں نشانہ بنا رکھا ہے۔مخلص مسلمان اپنے معاشروں کو سیکولرازم کی شر سے آگاہ کرنے اور اسلامی خلافتِ راشدہ کا دوبارہ قیام کرنے کے لئے انتھک کوششیں کر رہے ہیں،جو کہ معاشرے کو ناقابلِ تغیر الہامی حقوق کی بنیاد پر استوار کرے گی،جس کے نتیجے میں انسان کا وقار بحال ہو گا اور معاشرہ اُس ہم آہنگی اور سکون کی طرف لوٹے گا جو کہ مغربی سیکولر سامراجی قوتوں کا دنیا کو غصب کرنے سے پہلے موجود تھا۔یہ حقیقی اسلامی ریاست دنیا کی قیادت کا اپنا مقام دوبارہ حاصل کرے گی اور ایک بار پھر اپنی اعلیٰ ترین تہذیب کو دنیا کے سامنے آشکار کرے گی ، جس کی لوگ پیروی کریں گے، اور اس طرح سیکولرزم اور اس کے مرکز، یعنی الحاد پرستانہ مادّیت کا مکمل خاتمہ کرے گی۔

خلافت کو قائم کرنے کا صحیح طریقہ

تحریر: طلحہ زبیر، پاکستان

خلافت کا قیام ایک فرض ہے بلکہ یہ مسلمان کے ذمہ سب سے بڑا فرض ہے کیونکہ اس کے قیام سے مسلمانوں کے ذمہ کئی فرائض ادا ہوتے ہیں۔ فرض کو قائم کرنے یا ادا کرنے کا طریقہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان پر نہیں چھوڑا۔ خلافت کے قیام کا طریقہ کسی بھی دوسرے فرض کی ادائیگی کی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی نے بتایا ہوا ہے۔ یہ طریقہ کار ہم صرف نبی ﷺ کی سیرت سے جان سکتے ہیں جو واضح طور پر بتاتی ہے کہ آپ ﷺ نے ریاست کیسے قائم کی تھی، بالکل ویسے جس طرح ہم نماز، روزے، حج، جہاد اور دیگر فرائض کا طریقہ نبی ﷺ سے اخذ کرتے ہیں۔

اگر عقل پر چھوڑ دیا جائے تو مختلف طریقے ذہن میں آتے ہیں، جیسے اسلام کے نفاذ کے لئے حکمرانوں کو صرف دعوت سے قائل کرنا، یا ان کے خلاف ہتھیار اٹھا کر ان کو ملیا میٹ کر کے اسلامی نظام قائم کرنا، یا ملک میں مروجہ دستور اور قانون کے مطابق نظام میں حصہ لے کر حکمرانی حاصل کر کے اسلام کا نظام قائم کرنا یا تمام لوگوں کو تبدیل کرنے کی کوشش کرنا کہ جب تمام لوگ سچے پکے مؤمن بن جائیں گے تو اسلامی نظام خود ہی قائم ہو جائے گا وغیرہ۔ لیکن یاد رہے کہ یہ سب عقل و منطق (logic) سے نکلنے والے طریقے ہیں۔ انسانی عقل کامل نہیں اس لئے ان طریقوں کی اپنی خوبیاں اور خامیاں ہونگی۔ لیکن جو طریقہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بتایا ہو گا وہ ہر لحاظ سے کامل ہو گا۔ اس لئے یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی کمزوریوں کے باعث اس پر پورا عمل نہ کر سکیں لیکن وہ طریقہ بہر حال کامل و حتمی ہو گا۔ ہمارے پاس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے کا حق ہی نہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلاَ مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً مُبِينًا "کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کو حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں، اس کے بعد اس معاملے میں اسے کسی قسم کا اختیار (حتی کہ رائے دینے کا حق) حاصل ہو......اور جس نے اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی، وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا "(الاحزاب : 36)۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، كُتِبَ عَلَيْكُمْ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ "تم پر جہاد فرض کیا گیا گو وہ تمہیں دشوار معلوم ہو، ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناگوار ہو (تمہاری نظر میں بہتر نہ ہو) اور وہ تمہارے لئے (حقیقتاً) بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں اچھی لگے (تمہارے خیال میں بہتر ہو) اور وہ تمہارے لئے بدتر ہو، اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے"(سورۃ البقرہ:216)۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں ایک دفعہ ریاست قائم کی جو کہ مکہ میں تیرہ سال کی جدوجہد کے نتیجے میں مدینہ میں قائم ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین اور دیگر خلفاء نے اس ریاست کو دعوت و جہاد سے پھیلایا ضرور، لیکن ریاست صرف ایک ہی بار قائم ہوئی تھی۔ لہٰذا جو لوگ خلافت کی واپسی دیکھنا چاہتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ لازماً اس راستے پر چلیں جس پر چل کر رسول اللہ ﷺ نے ریاست قائم کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثم تكون خلافة على منهاج النبوة "......اس کے بعد پھر تم میں نبوی طریقے پر خلافت قائم ہو گی"(مسند احمد)۔

جب ہم مکی دور کے 13 سالوں پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہم واضح طور پر نوٹ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین کام نہیں کئے تھے؛ ا) ہتھیار استعمال کرتے ہوئے حکمرانوں کو مار کر اسلام کا نظام قائم کرنا، ب) تمام لوگوں کو دعوت سے تبدیل کر کے خود بخود نظام کے قائم ہونے کا انتظار کرنا ، ج) مروجہ نظام میں شامل ہو کر "آئینی و قانونی" طریقے سے اعلیٰ عہدے پر پہنچ کر تبدیلی لانا۔ جو کام آپ ﷺ نے تبدیلی لانے کے لئے کئے تھے اور جس سے تبدیلی آئی وہ یہ ہیں: (ا) ایک جماعت بنا کر کام کرنا نہ کہ انفرادی طور، (ب) اس وقت کے حکمرانوں کے خلاف ایک شدید ترین سیاسی تحریک، (ج) اس وقت کے مروجہ نظام، افکار، دستور، طور طریقوں کے خلاف واشگاف انداز میں زبردست فکری تحریک، د) عربوں میں سے طاقتور قبیلوں سے اسلام کے قیام کیلئے طاقت، نصرت اور اقتدار طلب کرنا۔ چونکہ محمد ﷺ نبی و رسول تھے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ انہیں براہ راست رہنمائی فرما رہے تھے کہ ریاست کی شکل کیا ہو گی۔ آج جو کوئی اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد کرے گا اس کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ وحی (قرآن و سنت) سے اسلامی نظام کا دستور، ڈھانچہ، قوانین اور ریاستی پالیسیاں مرتب کرے۔ جہاں تک ان تمام

چیزوں کی تفصیل اور دلائل کا تعلق ہے تو تین نکات درج ذیل ہیں:

اول، ہتھیار اٹھا کر حکمرانوں کو ملیامیٹ کر کے اسلامی نظام قائم کرنے کی ممانعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے مکہ میں قریش کے بے شمار مظالم کا سامنا کیا لیکن کبھی ہتھیار اٹھا کر مسلمانوں نے قریش کو جواب نہ دیا۔ لیکن مدینہ میں ریاست قائم ہوتے ہی قریش کے خلاف خود حملوں کا آغاز کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اس مقصد کے حصول کے لئے مادی جنگ سے اجتناب کرنے کی صرف ایک ہی وجہ تھی اور وہ یہ کہ یہ اللہ کا حکم تھا۔ اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے لڑنے کی اجازت مانگی بھی تو آپ ﷺ نے جواب میں کہا: م نؤمر بذا ک بعد "ابھی ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا"۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حکمرانوں کو دو بدو لڑائی میں ختم کر کے خلافت قائم کرنا منہج نبوی کے خلاف ہے۔ تاہم یاد رہے کہ قابض کفار کے خلاف جہاد (جیسا کہ افغانستان، فلسطین وغیرہ) اسلام کے اہم ترین حصوں میں سے ہے اور اسلام کے کوہان کی چوٹی ہے لیکن یہ خلافت کے قیام کا طریقہ نہیں۔ مزید یہ کہ اپنی جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت میں لڑنا نہ صرف جائز بلکہ باعث اجر بھی ہے، جیسا کہ آج شام کے عوام بشار الاسد کے مظالم سے بچنے کیلئے اپنی حفاظت میں لڑ رہے ہیں، تاہم یہ قیام خلافت کا منہج نہیں۔

دوئم: تمام لوگوں کو تبدیل کر کے خود بخود نظام قائم ہو جانے کی سوچ دراصل معاشرے اور ریاست کے اجزاءِ ترکیبی کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے کیونکہ معاشرہ صرف افراد سے نہیں بنتا بلکہ یہ افراد، ان کے افکار، احساسات اور نظام جس کے تحت وہ اپنے معاملات کو حل کرتے ہیں، سے مل کر بنتا ہے۔ اس بات کے باوجود کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں تیرہ سالوں تک لوگوں کو اسلام کی جانب بلایا اور ان جیسا داعی اب کبھی بھی نہیں آسکتا لیکن اس کے باوجود ایک انتہائی قلیل تعداد نے اسلام قبول کیا اور مکہ کے معاشرے نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا۔ تو ہم کیسے یہ توقع کر سکتے ہیں کہ ہم تمام افراد کو درست کر دیں گے۔ مزید یہ کہ خود کو اور دیگر لوگوں کو مکمل مؤمن بنانا زندگی بھر کی نہ ختم ہونے والی ایک جدوجہد ہے جس کی تکمیل کا دعویٰ کرنا کسی بھی انسان کیلئے ناممکن ہے اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی یہ جان سکتے ہیں کہ کوئی اس میں کس قدر کامیاب ہوا۔ اس پر مستزاد یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا نہیں کیا اگرچہ جب مدینہ میں اسلام نافذ بھی ہو گیا جہاں لوگوں کی ایک کثیر تعداد یہودی، عیسائی اور مشرکین کی باقی رہی۔ پس یہ واضح ہے کہ یہ شرط کچھ لوگوں کے اپنے ذہن کی اختراع ہے اور اسلام میں اس کا کوئی وجود نہیں۔ تاہم جو لوگ تبدیلی کیلئے جدوجہد کریں گے وہ لازماً خود مکمل اسلام کی پیروی کو نصب العین بنائیں گے کیونکہ آپ ﷺ نے صحابہ کی جماعت، جو رسول اللہ ﷺ کی پارٹی تھی، کی تربیت کا مکمل اہتمام کیا تھا۔

سوئم: مروجہ نظام میں شامل ہو کر "آئینی و قانونی" طریقے سے اعلیٰ عہدے پر پہنچ کر تبدیلی لانا۔ اس طریقے میں لوگ اسمبلیوں میں پہنچ کر یا عدالتوں کے ذریعے ایک نظام کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ سوچ کر کہ اس طرح سے نظام تبدیل کر کے اسلامی بنا دیں گے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ آخر کار اپنا انقلابی رنگ ڈھنگ کھو بیٹھتے ہیں اور مصلحتوں کا شکار ہو کر اسی نظام کو ہی نافذ کرتے رہتے ہیں۔ ایسا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ایک نظام میں موجود الیکشن اس نظام کو چلانے کیلئے ہوتا ہے اس کو الٹ کر بدلنے کیلئے نہیں۔ اور جب بھی آپ ایسی کوشش کرتے ہیں بلکہ ایسی کوشش کا سوچتے بھی ہیں تو آپ کو گھروں بلکہ جیل کی کال کوٹھڑیوں میں بھیج دیا جاتا ہے۔ مصر میں مرسی کی حکومت نے ایک کے بعد ایک مصالحت (کمپرومائز) کیں، لیکن ان کی حکومت کو برطرف کر کے انھیں جیل بھیج دیا گیا۔ الجزائر میں FIS پارٹی الیکشن جیت گئی تو انھیں حکومت نہیں دی گئی۔ اسی طرح حماس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ پاکستان میں MMA نے پانچ سال حکومت کی لیکن اس تمام عرصے میں نیٹو کی سپلائی لائن کی حفاظت کرتی رہی اور اپنی مجبوریوں اور مصلحتوں کی لمبی داستانیں سناتی رہی، لیکن ایک بھی قانون اسلامی نہ بنا سکی۔ یہی حال اردگان کے ترکی کا ہے کہ وہی سیکولر نظام نافذ کرتے، اسرائیل سے دفاعی و سفارتی تعلقات قائم رکھے، نیٹو میں شامل، امریکہ کو اڈے دے کر اس کو ایک دہائی سے اوپر کا عرصہ بیت گیا ہے لیکن اسلامی شریعت کا ایک قانون بھی نافذ نہ ہو سکا۔ رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں موجود پارلیمنٹ دارالندوہ کے ممبر بننے، سردار بننے، بلکہ بادشاہ بننے تک کی پیشکش ہوئی لیکن نبی ﷺ نے ان تمام پیشکشوں کو مسترد کر دیا اور ان کے نظام میں شمولیت اختیار نہ کی۔ کیونکہ اس صورت میں آپ ﷺ کو ان کا نظام نافذ کرنا تھا جبکہ کفر نظام کا نفاذ قرآن نے صریحاً حرام قرار دیا ہے۔ ہم کسی بھی مصلحت کا نام لے کر اللہ کے کسی ایک حکم پر بھی سمجھوتہ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے، کجا یہ کہ ہم کفر نظام نافذ کرتے پھریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں، وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ "اور جو کوئی اللہ کے احکامات کے مطابق حکومت نہیں کرتے، پس یہی لوگ کافر

ہیں"(المائدہ:44)، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ "اور جو کوئی اللہ کے احکامات کے مطابق حکومت نہیں کرتے، پس یہی لوگ ظالم ہیں"(المائدہ:45)، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مزید فرمایا،وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ "اور جو کوئی اللہ کے احکامات کے مطابق حکومت نہیں کرتے، پس یہی لوگ فاسق ہیں"(المائدہ:47)۔ اسی لئے مروجہ آئینی و قانونی نظام میں شامل ہونا نبی ﷺ کے منہج کی صریح خلاف ورزی ہے۔

اب جہاں تک تبدیلی لانے یا اسلام کے نفاذ کے لئے جدوجہد کرنے کے صحیح طریقہ کار کا تعلق ہے، تو اس کے دلائل قرآن وسنت سے ہونے ضروری ہیں۔اس کے چار اہم اجزاء ہیں جو درج ذیل ہیں:

اولاً: ایک جماعت بنا کر کام کرنا نا کہ انفرادی طور پر۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنْ الْمُنْكَرِ وَأُوْلَئِكَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ "تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کو حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں"(آل عمران:104)۔رسول اللہ ﷺ نے ریاست کے قیام کی جدوجہد صحابہ کی جماعت کے ساتھ مل کر کی جو باقی تمام لوگوں سے جدا اور منفرد گروہ تھا۔اس جدوجہد کو جامع حکمت عملی کے ساتھ ایک جماعت ہی کر سکتی ہے۔ یہ جدوجہد یعنی ریاست کا قیام باریک بینی اور منصوبہ بندی کا تقاضا کرتا ہے جس میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق کچھ مخصوص کام کرنا لازمی ہیں۔کوئی بھی اچھا کام، جیسے مسجدیں بنانا، اسلامی ویڈیو بنانا، درس وتدریس، کتابیں لکھنا، اپنی خاندان کی تربیت، غریبوں کی مدد یا سکول بنانا وغیرہ خلافت لانے کا طریقہ نہیں اگرچہ یہ اجر کے کام ضرور ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے پورے مکی دور میں روم (سپر پاور اور عیسائیت کا مرکز)، فارس (سپر پاور اور آگ کی پوجا کرنے والوں کا مرکز) اور ہندوستان (بت پرست) کہیں بھی دعوت کے لئے کوئی صحابی نہیں بھیجا، نہ سکول کھولا، نہ غریبوں کی مدد کیلئے کوئی ادارہ بنایا، نہ کوئی روحانیت کی تربیت کی خانقاہ بنائی، نہ سائنس و ٹیکنالوجی کی ریسرچ کا ادارہ بنایا۔ اس لئے ہمیں یہ سارے کام اگر کرنے ہیں تو ضرور کریں لیکن ان کاموں کو خلافت کے قیام کے فرض کی تکمیل نہ سمجھیں۔ کیونکہ ہر نیک عمل خلافت کے قیام کا طریقہ نہیں۔ اس فرض کی تکمیل کیلئے حزب التحریر قائم کی گئی اور اب 40 سے زائد ملکوں میں ایک امیر، مشہور فقیہ اور زبردست سیاست دان، شیخ عطا بن خلیل ابو الرشتہ کی قیادت میں کام کر رہی ہے۔

دوئم: اس وقت کے حکمرانوں کے خلاف ایک شدید ترین سیاسی تحریک تا کہ باطل کو بے نقاب کر دیا جائے۔ تین سال تک خفیہ تربیت سے ایک جماعت کی تشکیل کے بعد آپ ﷺ نے واشگاف انداز میں اس وقت کے مکہ کے لیڈروں، حکمرانوں اور آئمہ کو شدید ترین طریقے سے چیلنج کیا۔وقت کے حکمرانوں کو بے نقاب کرنے سے سیاسی خلا پیدا ہوتا ہے اور نئے حکمرانوں کے لئے راستہ ہموار ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے سردار ابوالحکم (فیصلوں کا باپ) کو کھلے عام ابوجہل کہا۔ ابولہب کے بارے میں سورہ لھب کھل کر بیان کی، تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ "ٹوٹ گئے ابولھب کے ہاتھ، اور نامراد ہو گیا"(سورۃ لھب:1) جو واضح طور پر اس شدید سیاسی تحریک کی نشاندہی کرتی ہے۔ قریش کے سردار ولید بن مغیرہ کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا،وَلاَ تُطِعْ كُلَّ حَلاَّفٍ مَهِينٍ – هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ – مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ – عُتُلٍّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ"اور تو کسی ایسے شخص کا بھی کہنا ماننا جو زیادہ قسمیں کھانے والا، بے وقار، کمینہ، عیب گو، چغل خور، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھ جانے والا گنہگار، گردن کش پھر ساتھ ہی بے نسب(بد ذات)ہو"(القلم:13-10)۔ اور اللہ نے اس جدوجہد کی شدت کو بھی بیان کیا کہ، وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ "اور یاد کریں وہ وقت جبکہ کافر لوگ آپ کی نسبت تدبیر سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر لیں یا آپ کو قتل کر ڈالیں یا آپ کو خارج وطن کر دیں اور ادھر تو وہ چال چل رہے تھے اور ادھر اللہ چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے"(الانفال:30)۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قریش کے سرداروں کو ہدف تنقید بنایا کہ، فَذَلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ – وَلاَ يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ "یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت نہیں دلاتا"(سورۃ الماعون:3-2)۔مکہ میں ہونے والی یہ شدید جدوجہد اس بات کی یاد دہانی ہے کہ ہم خود کو صرف اپنے ذاتی اوصاف کو درست کرنے تک محدود نہیں کر سکتے۔ آج اسی طرز پر حزب التحریر حکمرانوں کے جبر کے باوجود حق بات کھل کر بیان کرتی ہے اور سوائے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کسی سے نہیں ڈرتی۔

سوئم: معاشرے میں رائج غلط و باطل اعمال اور نظاموں کے خلاف فکری جدوجہد اور انہیں للکارنا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان معبودوں کا انکار کیا جن کی وہ عبادت

کرتے تھے اور اس عمل نے انہیں آگ بگولا کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تم اور تمہارے معبود جہنم کا ایندھن ہو۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ – الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ – وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ**" بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی، کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں(المطففین"3-1)۔ اور خانہ کعبہ کے ننگے طواف کو نشانہ بنایا، بچیوں کو زندہ دفن کر دینے کی مذمت کی اور اس کے مقابل بچیوں کی اچھی پرورش کرنے پر جنت کی بشارت دی۔ یہ ہے وہ صحیح طریقہ کار جو موجودہ بدعنوان نظام کو کمزور کرتا ہے تاکہ متبادل کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔

آج حزب التحریر بھی موجودہ مغربی دین، سیکولرزم، جمہوریت، قومی ریاستوں، آزادیاں اور برابری کے نظریات، نام نہاد انسانی حقوق، سرمایہ دارانہ نظام، نجکاری، مغربی عدالتی نظام، قومیت، وطنیت وغیرہ کو بے نقاب کر کے اس کی جگہ اسلام کا نظام سامنے رکھ رہی ہے اور تمام موجودہ کفریہ افکار کو واشگاف انداز میں للکار کر ملیا میٹ کر رہی ہے۔ لہٰذا متبادل پیش کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جو بھی گروہ خلافت کے قیام کی جدوجہد کر رہا ہے وہ پہلے خلافت کے آئین، ڈھانچے، قوانین اور ریاست کی پالیسیوں کو قرآن و سنت سے اخذ کر کے امت کے سامنے پیش کرے۔ حزب التحریر امت کے سامنے ریاست خلافت کا مجوزہ 191 دفعات پر مشتمل آئین شرعی دلائل کے ساتھ اور معیشت، تعلیم، معاشرتی نظام، خارجہ پالیسی اور ریاست کے دیگر اہم امور پر پالیسیاں ترتیب دے کر پیش کر چکی ہے۔

چہارم: اہل قوت سے نصرہ (مدد) طلب کرنا۔ ہجرت سے تین سال قبل 10 سنِ نبوی کو آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کا انتقال ہوا۔ ابو طالب، جنہوں نے کسی حد تک آپ کے لیے حفاظت کا سامان کر رکھا تھا جس کے باعث آپ بخیر و عافیت اسلام کی دعوت کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے، کی وفات کے بعد نبی ﷺ نے محسوس کیا کہ مکہ کے معاشرے پر نہ تو اسلام کی دعوت کا زیادہ اثر ہے اور نہ ہی مکہ میں اسلام اور اسلام کے افکار کیلئے رائے عامہ ہموار ہے ۔ یہ وہ مرحلہ تھا جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نُصرہ طلب کرنے کا حکم دیا۔ نصرۃ لغت میں "احسن انداز میں مدد" کو کہتے ہیں۔ عربی لغات میں بیان کیا گیا ہے کہ نصر کا مطلب ظلم کے شکار لوگوں کی مدد کرنا ہے، اور انصار کا معنی ہے وہ گروہ جو مدد مہیا کرے اور نصرۃ کا مطلب ہے اچھے انداز میں مدد کرنا۔ سیرۃ ابنِ ہشام کے باب " نبی ﷺ کی ثقیف کے قبیلے سے نُصرۃ حاصل کرنے کی کوشش" میں درج ہے:(قَالَ ابْنُ إسْحَاقَ : وَلَمّا هَلَكَ أَبُو طَالِبٍ، نَالَتْ قُرَيْشٌ مِنْ رَسُولِ اللّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) مِنَ الأَذَى مَا لَمْ تَكُنْ تَنَالُ مِنْهُ فِي حَيَاةِ عَمّهِ أَبِي طَالِبٍ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) إلَى الطّائِفِ يَلْتَمِسُ النّصْرَةَ مِنْ ثَقِيفٍ، وَالْمَنَعَةَ بِهِمْ مِنْ قَوْمِهِ، وَرَجَاءَ أَنْ يَقْبَلُوا مِنْهُ مَا جَاءَهُمْ بِهِ مِنْ اللّهِ عَزّ وَجَلّ فَخَرَجَ إلَيْهِمْ وَحْدَهُ)"ابنِ اسحاق بیان کرتے ہیں: جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو قریش نے نبی ﷺ کو اتنی اذیتیں دیں جتنی کہ وہ ان کی موجودگی میں کبھی نہیں دے سکتے تھے۔ پس نبی ﷺ طائف روانہ ہوئے تاکہ ان سے نُصرۃ طلب کر سکیں اور ان سے کہہ سکیں کہ وہ اس پر ایمان لائیں جو آپ ﷺ پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ اکیلے طائف روانہ ہوئے تھے"۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ ، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: (**لَمَّا أَمَرَ اللَّهُ نَبِيّه أَنْ يَعْرِض نَفْسَه عَلَى قَبائِل الْعَرَب، خَرَجَ وَأَنَا مَعهُ وَأَبُو بَكْر إِلَى مِنًى، حَتَّى دَفَعَنَا إِلَى مَجْلِس مِنْ مَجَالِس الْعَرَب**)"جب اللہ نے اپنے رسول کو یہ حکم دیا کہ وہ قبائلِ عرب کے سامنے اپنے آپ کو پیش کریں تو آپ ﷺ میرے اور ابو بکر کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہوئے جہاں پر عربوں کی ایک مجلس ہو رہی تھی"۔(ابنِ حجر عسقلانی نے فتح الباری، تحفۃ الاحوذی اور الکلام میں، نیز حاکم اور ابونعیم نے اور بیہقی نے الدلائل میں قوی راویوں سے اس حدیث کو روایت کیا ہے)

سیرت کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ حج کے اوقات میں ہر اس شخص سے رابطہ کرتے جو کسی عزت و طاقت کے مقام پر فائز ہوتا تھا۔ سیرت ابنِ ہشام کے باب:"نبی ﷺ کا اوقاتِ حج میں عربوں سے رابطہ" میں درج ہے کہ ابن اسحق بیان کرتے ہیں:((فَكَانَ رَسُولُ اللّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) عَلَى ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِ، كُلّمَا اجْتَمَعَ لَهُ النّاسُ بِالْمَوْسِمِ أَتَاهُمْ يَدْعُو الْقَبَائِلَ إلَى اللّهِ وَإِلَى الإِسْلاَمِ، وَيَعْرِضُ عَلَيْهِمْ نَفْسَهُ وَمَا جَاءَ بِهِ مِنْ اللّهِ مِنْ الْهُدَى وَالرّحْمَةِ، وَهُوَ لا يَسْمَعُ بِقَادِمِ يَقْدَمُ مَكّةَ مِنْ الْعَرَبِ لَهُ اسْمٌ وَشَرَفٌ، إلا تَصَدّى لَهُ فَدَعَاهُ إلَى اللّهِ وَعَرَضَ عَلَيْهِ مَا عِنْدَهُ))"حج کے تہوار میں جب بھی نبی ﷺ لوگوں سے ملتے تو مستقل مزاجی کے ساتھ (طلبِ نصرۃ اور حفاظت) کے معاملے کے پیچھے لگے رہتے۔ آپ ﷺ قبائل کو اسلام کی جانب بلاتے اور اپنے آپ کو اور جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہوا تھا،

اسے قبائل پر پیش کرتے۔ نبی ﷺ نے ایسے کسی بندے کو نہ چھوڑا جو تھوڑے سے بھی شرف و مرتبے کا حامل ہو، جس نے مکہ کا سفر کیا ہو اور آپ نے اسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب نہ بلایا ہو اور اپنی دعوت پیش نہ کی ہو"۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نُصرہ کی تلاش میں

بنی کلب کے پاس گئے اور انھوں نے آپ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ یمامہ کے بنی حنیفہ کے پاس گئے اور وہ تمام عربوں سے زیادہ گستاخی سے پیش آئے۔ آپ بنی عامر بن صَعصَعہ کے پاس گئے لیکن انھوں نے یہ شرط رکھی کہ آپ کے بعد اختیار (اتھارٹی یا حکومت) ان کو دیا جائے گا، آپ ﷺ نے اس مشروط پیشکش کو مسترد کر دیا۔ پھر آپ یمن کے بنی کندہ کے خیموں میں گئے اور انھوں نے بھی آپ ﷺ کے بعد اتھارٹی اپنے ہاتھ میں ہونے کا مطالبہ کیا، پس آپ نے ان کی نُصرۃ کی پیش کش مسترد کر دی۔ آپ ﷺ بنی بکر بن وائل کے خیموں میں گئے، انھوں نے آپ ﷺ کی حفاظت کا ذمہ لینے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ سلطنتِ فارس کی سرحد کے پاس رہتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے بنی ربیعہ کے خیموں کا دورہ کیا تو انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ بنی شیبان سے ان کے خیموں میں ملے ،یہ قبیلہ بھی سلطنتِ فارس کی سرحد کے قریب رہتا تھا۔ بنی شیبان نے نبی ﷺ کو پیش کش کی کہ وہ عربوں سے تو آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے تیار ہیں، تاہم انھوں نے فارس سے حفاظت پر معذوری کا اظہار کیا، پس نبی ﷺ نے انہیں جواب دیا:((ما أسأتم الرد إذ أفصحتم بالصدق، إنه لا يقوم بدين الله إلا من احاطه من جميع جوانبه))"چونکہ تم نے سچ کا اظہار کیا اس لئے تمہارا جواب برا نہیں دراصل اللہ کے اس دین کے لیے صرف وہی کھڑے ہوسکتے ہیں جو ہر طرف سے اس دین کی حفاظت کر سکیں"۔

نبی ﷺ نے مختلف قبائل کے انکار کے باوجود طلبِ نُصرۃ کا عمل جاری رکھا، نبی ﷺ نہ توڈگمگائے، اور نہ ہی مایوس ہوئے اور نہ ہی آپ نے اس طریقہ کار کو تبدیل کیا۔ 'زاد المعاد' میں واقدی سے روایت ہے، جو بیان کرتے ہیں:((وَكَانَ مِمّنْ يُسَمّى لَنَا مِنْ الْقَبَائِلِ الّذِينَ أَتَاهُمْ رَسُولُ اللّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) وَدَعَاهُمْ وَعَرَضَ نَفْسَهُ عَلَيْهِمْ بَنُو عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَة، وَمُحَارِبُ بْنُ حصفة، وَفَزَارَةُ، وَغَسّانُ، وَمُرّةُ، وَحَنِيفَةُ، وَسُلَيْمٌ، وَعَبْسُ، وَبَنُو النّضْرِ، وَبَنُو الْبَكّاءِ، وَكِنْدَةُ، وَكَلْبٌ، وَالْحَارِثُ بْنُ كَعْبٍ، وَعُذْرَةُ، وَالْحَضَارِمَةُ، فَلَمْ يَسْتَجِبْ مِنْهُمْ أَحَدٌ)) "...نبی ﷺ جن قبائل سے ملے اور انہیں دعوت دی اور ان پر اپنے آپ کو نُصرۃ کے لیے پیش کیا، ان میں بنی عامر بن صعصعہ، محارب ابن حفصہ، فزارہ، غسّان، مُرّہ، حنیفہ، سُلیم، عبس، بنو نضر، بنو بکاء، کندہ، کلب، حارث ابن کعب، عُدرہ اور حضارِمہ شامل ہیں، کسی نے بھی دعوت قبول نہ کی"۔

نبی ﷺ مسلسل نُصرہ طلب کرتے رہے

یہاں تک کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس دین کو نُصرہ سے نوازا۔ سیرت ابنِ ہشام میں ابنِ اسحاق سے مروی ہے:((فَلَمّا أَرَادَ اللّهُ عَزّ وَجَلّ إظْهَارَ دِينِهِ وَإِعْزَازَ نَبِيّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) وَإِنْجَازَ مَوْعِدِهِ لَهُ خَرَجَ رَسُولُ اللّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) فِي الْمَوْسِمِ الّذِي لَقِيَهُ فِيهِ النّفَرُ مِنْ الأَنْصَارِ، فَعَرَضَ نَفْسَهُ عَلَى قَبَائِلِ الْعَرَبِ، كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فِي كُلّ مَوْسِمٍ. فَبَيْنَمَا هُوَ عِنْدَ الْعَقَبَةِ لَقِيَ رَهْطًا مِنْ الْخَزْرَجِ أَرَادَ اللّهُ بِهِمْ خَيْرًا))"جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس دین کے غلبے ، اپنے نبی کو شرف بخشنے اور اپنے وعدے کی تکمیل کا ارادہ کیا، تو نبی ﷺ حج کے میلے میں نکلے اور ان کی ملاقات انصار کے کچھ لوگوں سے ہوگئی۔ نبی ﷺ نے اپنے آپ کو عرب قبائل پر پیش کیا جیسا کہ آپ ﷺ اس سے پہلے ہر میلے میں کرتے رہے تھے۔ پس آپ 'العقبہ' کے مقام پر تھے، جہاں آپ ﷺ نے قبیلہ خزرج کے اُن افراد سے ملاقات کی، جنہیں اللہ بھلائی عطا کرنا چاہتا تھا"۔ خزرج کے ان افراد نے آپ ﷺ کی دعوت قبول کی اور وہ قبیلہ اوس سے اپنے تنازعات سلجھانے کیلئے واپس چلے گئے۔ اگلے سال وہ 12 افراد کے ساتھ آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ عقبہ کے مقام پر ملاقات کی۔ یہاں پر عقبہ کی پہلی بیعت ہوئی۔ پھر جب مدینہ کا معاشرہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی کوششوں کے باعث تیار ہو گیا تو مدینہ کے شرفاء نے نبی ﷺ سے ملاقات کی تا کہ نبی ﷺ کو نُصرۃ اور حفاظت کی پیش کش کر سکیں۔ پس وہ دوبارہ نبی ﷺ سے عقبہ میں ملے اور یہاں انھوں نے نبی ﷺ کی بیعت کی۔ یہ بیعت نبی ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کی بیعت تھی۔ سیرت ابنِ ہشام نے اس بیعت کو روایت کیا ہے:((ثُمّ قَالَ: أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ تَمْنَعُونِي مِمّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ نِسَاءَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ. قَالَ: فَأَخَذَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ بِيَدِهِ ثُمّ قَالَ: نَعَمْ وَالّذِي بَعَثَك بِالْحَقّ (نَبِيّا) لَنَمْنَعَنّك مِمّا نَمْنَعُ مِنْهُ أُزُرَنَا، فَبَايِعْنَا يَا رَسُولَ اللّهِ، فَنَحْنُ وَاَللّهِ أَبْنَاءُ الْحُرُوبِ وَأَهْلُ الْحَلْقَةِ وَرِثْنَاهَا كَابِرًا (عَنْ كَابِرٍ))"میں تم لوگوں سے بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ایسی حفاظت کرو گے جیسے کہ اپنے بیوی بچوں کی کرتے ہو۔" براء بن معرور نے نبی ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا: بیشک اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا، ہم آپ کی ایسی حفاظت کریں گے

جیسے کہ ہم اپنی اولاد کی کرتے ہیں، یا رسول اللہ! ہم سے بیعت لیجئے، اللہ کی قسم ہم جنگوں میں پلے بڑھے ہیں اور سامانِ حرب ہمارے لئے کھلونوں کی مانند ہیں، اور یہ بات ہمارے آباؤاجداد سے ہم میں میراث کے طور پر چلی آرہی ہے"۔ پس انصار کی اس نُصرۃ کے ذریعے اللہ کا وعدہ پورا ہوا اور اسلامی ریاست وجود میں آگئی!

اسی طرح آج حزب التحریر بھی مسلم ممالک میں اہل قوت سے نبی ﷺ کی سنت کی پیروی میں طلب النصرۃ کر رہی ہے جس میں افواج پاکستان بھی شامل ہیں تاکہ دین کا قیام ممکن ہو یعنی خلافت کا قیام۔ پس اس خلافت کا قیام ایک رات بلکہ چند گھنٹوں میں ہو سکتا ہے اگر اہل قوت میں سے مخلص لوگ اس دعوت پر لبیک کہیں۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں وہ دن دیکھنا جلد نصیب فرمائے جب نبوت کے طریقے پر ایک بار پھر خلافت قائم ہو گی۔

بقیہ صفحہ 10 سے

میں موجود غداروں سے مسلسل رابطے میں رہتے ہیں اور انہیں احکامات جاری کرتے ہیں کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ اگر یہ تمام اقدامات اٹھائے جاتے اور عدم تحفظ کے سانپ امریکہ کا سر کچل دیا گیا ہوتا تو یہ حکومت حقیقت میں لوگوں کی عزت اور تعریف کی مستحق ہوتی۔

اور یہ صرف ہمارا نہیں بلکہ پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ کے سنیئر جج، پولیس کے ریٹائرڈ انسپکٹر جنرل، ریٹائرڈ سفارت کار اور ایک ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل بھی ملک میں قیام امن کا یہی حل پیش کرتے ہیں۔ جن کی ترتیب کردہ ایبٹ آباد کمیشن رپورٹ کہتی ہے کہ ' اگر **پاکستان نے اپنے زیر نگیں علاقوں میں امن اور اختیار قائم کرنا ہے تو اسے فوری طور پر سی آئی اے اور دیگر بیرونی ملکوں کے خفیہ اور عسکری نیٹ ورک ختم کرنے ہوں گے**"(صفحہ 331، پیراگراف 786)۔

بقیہ صفحہ 2 سے

بھی"، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آگاہ کیا کہ رسالت دینے کے اس عہد میں ظالم شامل نہیں۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ابراہیم کی ذریت میں ظالم بھی ہوں گے جو اس عہدِ خداوندی میں داخل نہیں ہیں۔ جیسا کہ ایک اور جگہ ارشاد ہے (وَ بَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَى إِسْحَاقَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِنَفْسِهِ مُبِينٌ))" اور ہم نے اس پر، اور اسحٰق پر برکت ڈال دی اور ان کی ذریت میں سے نیک کام کرنے والے بھی ہیں اور اپنے آپ پر کھلم کھلا ظلم کرنے والے بھی ہیں"(الصافات: 113)۔ ظلم یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز کو بے محل استعمال کیا جائے، تو جو کوئی کسی چیز کو اپنی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ رکھے گا وہ ظالم ہے، جیسا کہ فرمان الہیٰ ہے کہ (إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ)"بے شک شرک بڑا ظلم ہے"(لقمان:13)۔ یہ عقیدے میں ظلم ہے اور اس قول میں کہ (وَلاَ تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ)"اور انہیں ستانے کے لئے اس لئے نہ روک رکھو کہ ان پر ظلم کرسکو"(البقرۃ:231)۔ یہ حکم شرعی میں ظلم ہے، یعنی ظلم عقیدے میں بھی ہوتا ہے اور حکم شرعی میں بھی۔ تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ رسالت کا عہد ابراہیم کی ذریت میں سے ظالموں کے ساتھ نہیں کیا گیا، جیسا کہ فرمایا گیا: (لاَ يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ)

بقیہ صفحہ 5 سے

لیکن ان کی یہ کوشش انشاءاللہ آخری کوشش ثابت ہو گی۔ مسلمان اس تمام تر صورتحال کے باوجود نہ تو مایوس ہوئے ہیں اور نہ ہی ان پر شکست خوردگی کی کیفیت طاری ہوئی ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ ظالم کو اس وقت پکڑتے ہیں جب وہ اپنے ظلم اور تکبر کی انتہا پر ہوتا ہے جیسا کہ فرعون، نمرود اور قریش۔ اس کے علاوہ یقینی کامیابی کو دیکھ رہے ہیں کیونکہ حکومت کے غنڈے صرف دولت اور دنیا کی طلب میں حکمرانوں کے معاون و مددگار بنے ہوئے ہیں جبکہ مسلمان اللہ کی رضا اور جنت کی بشارت پر اپنا سب کچھ لٹا رہے ہیں۔ مسلمانوں کا مددگار اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہیں اور اگر وہ مددگار ہیں تو پھر کیا کسی اور کی مدد کی ضرورت باقی رہتی ہے؟ مستقبل مسلمانوں کا ہے، لہٰذا انہیں حق کی راہ پر ثابت قدم، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اللہ اکبر کے نعرے لگاتے رہنا چاہیے تاکہ ظالموں کے دلوں پر اس کی ہیبت طاری ہو اس وقت تک جب تک کہ اللہ کی مدد نہ آجائے چاہے کافروں اور ظالموں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگے۔ **إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ** "یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے"(المؤمن:51)۔

ازبکستان حکومت اسلام دشمن ہے اس لیے وہ حزب التحریر سے بھی بغض رکھتی ہے

پمفلٹ

ازبکستان کا حکمران کریموف اسلام سے بغض رکھتا ہے اسی لیے وہ اسلام کے ہر داعی سے کینہ رکھتا ہے۔اس کا یہ بغض آج کل کی پیداوار نہیں بلکہ یہ پرانا کینہ ہے اور ہمیں گزشتہ صدی کی نوے کی دہائی سے اس کا سامنا ہے یعنی جب سے حزب التحریر کا کام ملک میں نمایاں ہوا سرکش کریموف نے حزب التحریر کے شباب کی وسیع پیمانے پر گرفتاری کے لیے آپریشن کیا۔اُس وقت سے گرفتاریوں اور حزب التحریر کے خلاف یلغار شروع ہوگئی یہاں تک کہ گرفتار افراد کی تعداد 8000 سے زیادہ ہو گئی۔ یاد رہے کہ حزب التحریر سیاسی جماعت ہے اور وہ کسی قسم کے تشدد اور مادی اعمال میں ملوث نہیں ہوتی۔ڈکٹیٹر کریموف یہ بات اچھی طرح جانتا ہے لیکن اسلام سے اس کی عداوت کی وجہ سے وہ اسلام کی طرف دعوت دینے والے ہر شخص سے کینہ و دشمنی رکھتا ہے اور اس پر حملہ کرتا ہے، خاص طور پر اگر دعوت سیاسی ہو۔

کریموف نے گرفتاری اور قید و بند پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عدالتوں کو اسلام کے داعیوں کے خلاف سختی کا بھی حکم دیتا رہا، اسی لیے 15 سال،10 سال، 7سال، اور 5سال قید کے احکامات دیئے گئے۔قید کی مدت مکمل ہوجانے کے باوجود بھی رہا نہیں کیا جاتا بلکہ قیدیوں پر دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ مل کر حزب التحریر کے خلاف کام کریں اور اگر وہ انکار کردیں تو قید کی مدت بڑھادی جاتی ہے مگر اس کے باوجود ان کو ایسے افراد نہیں ملے جو ان کے ساتھ تعاون کریں۔ پھر انہوں نے یہ کوشش شروع کی کہ جو بھی قید کی مدت پوری کرلے اس سے یہ تحریر لینے کی کوشش کی جائے کہ وہ پھر حزب التحریر کے ساتھ مل کر کام نہیں کرے گا لیکن ایسا لکھ کر دینے والے بھی ان کو نہیں ملے۔ اس لیے انہوں نے بہت کم لوگوں کو رہا کیا اور بھاری اکثریت کی قید کی مدت کو ایک بار نہیں کئی کئی بار بڑھایا گیا۔

کینہ ور کریموف نے طویل قید و بند اور مدت پوری ہونے پر اس میں اضافے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے کارندوں کو قیدیوں پر تشدد اور ان کو نماز سے روکنے کے احکامات بھی دیتا رہا۔ اس پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ بعض قیدیوں کو طرح طرح کے تشدد سے شہید کرنے کے احکامات دیے اور بعض کو ایسی ادویات زبردستی دیں جن سے لاعلاج امراض پیدا ہوگئے۔ حزب التحریر کے سینکڑوں شباب کو شہید کردیا گیا۔

کریموف اب بھی پورے پورے گروپ گرفتار کروا رہا ہے اور حالیہ چند دنوں میں 70 سے زیادہ مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا۔ یہاں ہم صرف ان کا ذکر کریں گے جن پر حزب التحریر کے ساتھ تعلق کا الزام ہے:

۔ کوفاسائی صوبے کے ڈپٹی گورنر "نادر" جو مارگیلان شہر میں رہائش پذیر تھے یہ 1981 میں پیدا ہوئے ان کو تین سال قید کی سزا سنائی گئی۔

۔التی اریق کے علاقے کے محکمہ خزانہ کے ڈائریکٹر "مرزا ابن امیامین خیدروف" کو جن کی پیدائش 1979 ہے 6سال قید کی سزا سنائی گئی۔

۔ (KRV) کے انسپکٹر عزیز بیگ ایرغاشیف کو جن کی پیدائش 1983 ہے 6سال قید کی سزا سنائی گئی۔

۔التی اریق کے علاقے کے کالج میں اکنامک کے پروفیسر "احرار ابن محمد جان عبد الرحمانوف" کو جن کی پیدائش 1986 ہے 6سال قید کی سزا سنائی گئی۔

۔ التی اریق کے علاقے کے ہسپتال کے فارمیسی انچارج "الھام" کو جن کی پیدائش 1975 ہے 10 سال قید کی سزا سنائی گئی۔

۔ کرافٹس فیملی کے عزیز بیگ مومنوف کو جن کی پیدائش 1989 ہے 10 سال قید کی سزا سنائی گئی۔

۔سروس ورکر "عظیم جان رحمانوف" کو جن کی پیدائش 1992 ہے 6سال قید کی سزا سنائی گئی۔

۔بزنس مین "عبد الجبار عبد الحمید رحمانوف" کو جن کی پیدائش 1992 ہے 5 سال قید کی سزا سنائی گئی۔

۔سروس مین "عبد المومن محمد جان معمر زاییف" کو جن کی پیدائش 1985 ہے 6 سال قید کی سزا سنائی گئی۔

۔سروس مین "علی شیر محمد جان معمر زاییف" کو جن کی پیدائش 1991 ہے 10 سال قید کی سزا سنائی گئی۔

۔کرافٹس مین "بحر الدین بختیار بابا ییف" کو جن کی پیدائش 1985 ہے خصوصی عدالت کے ذریعے 14 سال قید کی سزا سنائی گئی۔

۔ تین بچوں کی ماں "زمرد بنت عیسیٰ جان عمر کولوفا" کو جن کی پیدائش 1974 ہے 6 سال قید کی سزا سنائی گئی۔

۔نعمت اللہ ابن حاتم کو جن کی پیدائش 1991 ہے ڈیڑھ سال قید اور جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔

۔کوفسائی صوبے کے مذکورہ ڈپٹی گونر کے ڈرائیور کو بھاری جرمانہ کیا گیا۔

اے مسلمانو ! دنیا کے کئی حکمران کریموف کی طرح ہی اسلام سے بغض رکھتے ہیں اور اسلام کو دہشت گردی کا سبب قرار دیتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو اسلام کی دعوت دیتا ہے، اسلامی خلافت کے قیام کی بات کرتا ہے اور شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کرتا ہے، یہ حکمران اسے دہشت گرد اور دنیا کے لیے خطرہ قرار دے دیتے ہیں اور اسلام کے خلاف لڑنے کے لیے آپس میں اتحاد قائم کر رہے ہیں، اللہ تعالی نے سچ فرمایا ہے: ﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ * هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ "یہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں مگر اللہ اپنے نور کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہے چاہے یہ کافروں کو پسند نہ ہو۔ اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا تا کہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرے خواہ یہ مشرکوں کو ناپسند ہو" (التوبہ: 32،33) ۔ **اس لیے اے ازبکستان اور دنیا کے دوسرے خطوں کے مسلمانو!** خوفزدہ مت ہو، اللہ تمہارے ساتھ ہے، اللہ تمام کافروں کو رسوا کر کے اسلام کے نور کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا۔ اسلام تمام ادیان پر غالب آئے گا جن میں سرمایہ داریت بھی ہے جو اس وقت دنیا کے بیشتر ممالک کا دین ہے، ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ یہ دن قریب جلد آئے۔

اگر اسلام سے بغض رکھنے والے دنیا کے حکمران سمجھ رکھتے تو جان لیتے کہ اسلام تو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ "اور ہم نے تو تمہیں سارے جہانوں کے لیے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے" (انبیاء: 107)۔ ان کے بغض کرنے اور اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کی وجہ سے ان لوگوں پر اللہ کا یہ فرمان صادق آتا ہے: ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا * الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ "کہہ دیجئے کیا ہم تمہیں اپنے اعمال میں خسارہ پانے والوں کے بارے میں بتادیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیاوی محنت غارت ہوگئی اور یہ گمان کرتے رہے کہ یہ اچھا کر رہے ہیں" (الکھف: 103،104)۔

مشرق اور مغرب کے کئی عقلمند لوگوں نے عقل کی بنیاد پر اسلام کو پڑھا اور صرف اپنے باپ دادا اور معاشرے سے میراث میں ملنے والے عقیدے پر اکتفا نہیں کیا، ایسے لوگوں نے اسلام کے ساتھ انصاف کیا اور اسلام قبول کر لیا کیونکہ یہ لوگ اپنے ساتھ انصاف کرنے والے تھے۔ عنقریب وہ وقت آئے گا جب اِس وقت اسلام سے برسرپیکار لوگ بھی اسلام کے افضل، برتر اور رحمت ہونے کا اعتراف کر لیں گے اور اس کے سائے میں رہنے کی وجہ سے اور اس کی کامیابیوں کا مشاہدہ کر کے اس میں داخل ہوں گے۔

کریموف نے یہ محسوس کیا کہ ازبکستان میں اس کے آس پاس موجود مسلمانوں اور سارے عالم کے مسلمانوں میں اسلام سے محبت روز بروز بڑھ رہی ہے اور ان کے اسلامی جذبات میں شدت آرہی ہے۔ اس سے وہ خوفزدہ اور آپے سے باہر ہو گیا ہے اور اپنے خوف اور اندر کی جلن کو چھپانے کے لئے مسلم علماء کے ساتھ قربت اور محبت کا اظہار کر رہا ہے۔ یہ اس کا نفاق ہے تا کہ یہ علماء اس کی صف میں رہیں۔ جو لوگ اس کے نفاق سے دھوکے میں نہیں آتے وہ ان پر غضبناک ہوتا ہے ان کو گرفتار اور تشدد کرواتا ہے۔ وہ ان کے خلاف اپنے وحشیانہ ہتھکنڈوں کو اس وقت تک بروئے کار لاتا ہے جب تک کہ وہ اس کے ساتھ چلنے کی حامی نہ بھریں۔ لیکن کیا قید وبند، تشدد اور قتل لوگوں کی سوچ کو تبدیل کرسکتے ہیں؟ ہر گز

بقیہ صفحہ 24 پر

"کریموف اسلام سے بغض رکھتا ہے" کی مہم اور دھرنے کا اختتامی بیان

جو حزب التحریر نے لندن میں ازبکستان کے سفارت خانے کے سامنے ہفتہ 20 رجب 1436ھ بمطابق 9 مئی 2015 کو دیا

مغربی حکومتیں یہ بات یقینی طور پر جانتی ہیں کہ سرکش کریموف کی حکومت ازبکستان کے مسلمانوں کے خلاف کس قسم کے وحشیانہ جرائم کا ارتکاب کر رہی ہے۔ریڈ کراس کی بین الاقوامی کمیٹی (ICRC) نے ازبکستان میں جیلوں کے دورے ختم کرنے کے اعلان سے قبل ہی اس بات پر مہر تصدیق ثبت کی ہے کہ کریموف کی جیلوں میں منظم تشدد کی پالیسی پر عمل ہو رہا ہے۔ ریڈ کراس کے بین الاقوامی کمیٹی کے ڈائریکٹر Yves Daccord نے 11 اپریل 2013 کو یہ کہا کہ کمیٹی جیل میں موجود قیدیوں سے ملاقاتوں کے سلسلے کو ختم کر رہی ہے کیونکہ حکومت کی جانب سے ان کے کام میں اس قدر رکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں کہ اس کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔یورپی یونین نے 2009 کے اوائل میں کریموف حکومت کے خلاف پابندیوں کو اٹھانے کی حق میں یہ کہا کہ کریموف حکومت نے ریڈ کراس کو دوروں کی اجازت دے دی ہے تا کہ جیلوں میں موجود قیدیوں کی حالت زار پر تحقیق کی جا سکے۔وہ چاہتے تو یہ تھے کہ ریڈ کراس ازبکستان میں تشدد کے سیاہ باب کو کھولتا ہی نہیں۔ تشدد کے خلاف اقوام متحدہ کی کمیٹی نے 14 نومبر 2013 میں اپنی ایک رپورٹ میں کریموف حکومت کی جانب سے قیدیوں کے بارے میں قوانین کو پامال کرنے کا اعتراف کیا اور یہ اعلان کیا کہ "دستیاب بے شمار دستاویزی الزامات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ تشدد نا صرف منظم ہے اور اس کو کرنے والوں کو سزا بھی نہیں دی جاتی بلکہ حکومت کی جانب سے اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے"۔ کمیٹی نے جیلوں میں قیدیوں پر ہونے والے تشدد کو ان اسالیب سے تشبیہ دی جو اسٹالن کے عہد میں قیدیوں کی زبان کھولنے کے لیے استعمال کیے جاتے تھے تا کہ ان سے حاصل ہونے والی جبری بیانات کو عدالتوں میں ان کے خلاف جھوٹے مقدمات کو ثابت کرنے کے لئے استعمال کیا جائے اور انہیں سخت ترین سزائیں دی جائیں۔ اس کمیٹی نے دوران قید قیدیوں کی تشدد سے ہلاکتوں کو دستاویزی شکل میں محفوظ کیا اور یہ بھی دستاویزی شکل میں محفوظ کیا کہ حکومت قیدیوں کی مدتِ قید کو بہانوں سے بڑھا بھی دیتی ہے۔ اس رپورٹ میں مثلاً یہ کہا گیا کہ " آج تشدد ازبک معاشرے میں سب سے اہم مسئلہ ہے اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اس ضمن میں سب سے زیادہ ملوث ہیں"۔

رپورٹ نے عدلیہ کو بھی بے نقاب کیا جو کہ حکومت کے ہاتھوں میں سزا دینے کا ایک آلہ بنی ہوئی ہے۔اس کے علاوہ اس رپورٹ میں یہ انکشاف بھی کیا گیا کہ کریموف کی جانب سے قیدیوں پر تشدد نہ کرنے کے معاہدے پر دستخط کرنے کی اہمیت اس سیاہی سے زیادہ نہیں جو دستخط کرنے کے لئے استعمال ہوئی بلکہ اس دستاویز پر دستخط کرنے کا مقصد رائے عامہ کو گمراہ کرنا اور یہ دکھانا تھا کہ کریموف حکومت بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری کرتی ہے۔

ان تمام دستاویزی ثبوتوں کے باوجود یورپی ملکوں کے سربراہوں اور امریکہ نے " آنکھیں بند رکھنے" کی پالیسی اپنائی اور تمام اٹل اور روشن حقائق پر کان نہیں دھرے۔ یہ کوئی تعجب کی بات بھی نہیں ،کیونکہ میکاویلی آئیڈیالوجی جس پر ان کی پالیسیاں مبنی ہیں یہ ہے کہ مقصد اہم ہے چاہے جس وسیلے سے بھی حاصل ہوتا ہو۔ ان حکمرانوں کے نزدیک مخصوص مفادات والے ٹولے کے فائدے میں قوموں کو غلام بنانا اوراس کے ساتھ ساتھ استعماری پالیسیوں کا اجراء اہم ہے جن کا ہدف اپنی کالونیوں کے وسائل کو لوٹنا ہے (جن کو بظاہر خود مختاری دی گئی ہے)۔ ان مغربی حکومتوں کے نزدیک ہر چیز جائز ہے اسی لیے وہ ازبکستان اور سارے عالم اسلام کے مجرموں کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ امریکی ایجنسیوں کے خفیہ عقوبت خانوں کی رسوائیوں کی بدبو باہر آچکی ہے اور مغربی ایجنسیوں کا ان کے ساتھ گٹھ جوڑ اور تفتیش میں بربریت کے اسالیب جن کے وحشیانہ پن نے قرون وسطی کے بدنام زمانہ تفتیشی عدالتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔

جب بھی یہ حکمران اپنے مخالف پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں تو بس " دہشت گردی کے خلاف جنگ" کی

جھنڈی لہراتے ہیں جس کے ذریعے یہ ملک میں خوف وہراس کا ماحول پیدا کرتے ہیں تاکہ ان کے خلاف شکایت کرنے والوں کو روکا جائے اور ان کے احتساب کی بات کرنے والوں کا گلا گھونٹا جائے۔ اس کے علاوہ یہ اس کے خلاف بھی ظلم کو جائز سمجھتے ہیں جو روس اور مغربی ممالک کی جانب سے مسلط استبدادی نظام سے آزادی کی بات کرے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کا نعرہ اس لیے لگایا گیا تاکہ مضحکہ خیز قوانین کا اجراء ممکن ہو جس کا مقصد نام نہاد انتہا پسندی کو جرم قرار دینا ہوتا ہے یہاں تک کہ ایسی کتابوں کو نفرت انگیز قرار دیا جاتا ہے جن میں مسنون دعائیں اور احادیث نبوی وغیرہ ہوتی ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف قانون سازی کا مقصد (ازبکستان اور روس اور وسطی ایشیا کے دوسرے ملکوں میں) اس ٹولے کے اقتدار کو مضبوط کرنا اور کسی بھی اپوزیشن یا تبدیلی کی آواز کو دبانا ہے تاکہ کریموف کا محاسبہ کرنے والا کوئی نہ ہو ۔ نتیجتاً مغربی اور روسی حکومت نے کریموف کا احتساب نہیں کیا چاہے وہ 13 مئی 2005 کو اندیجان میں ہونے والا قتل عام ہو جس میں 7000 مسلمانوں کو قتل کیا گیا، یا اس سے پہلے اور بعد میں جیلوں کے اندر ہونے والے وحشیانہ مظالم ہوں، انسانی حقوق کی تنظیموں کو ملک سے نکالنے اور ان کے کارکنوں کو گرفتار کرنا ہو اور یہاں تک کہ ریڈ کراس کی سرگرمیوں میں مشکلات کرنے پر بھی اس کا احتساب نہیں کیا۔ ان تمام باتوں کا یہ مطلب ہے کہ روس اور مغرب کے حکمران کریموف کے جرائم میں شریک ہیں۔ اسی طرح مغربی رائے عامہ کا ان مجرمانہ اقدامات پر خاموشی سوالیہ نشان ہے۔ مغرب میں لوگوں پر مغربی ایجنسیوں کی چالیں کارگر ثابت ہوئی ہیں جو خود ساختہ دہشت گردی کے خطرے سے لوگوں کو ڈراتی رہتی ہیں۔

حزب التحریر نے کریموف کے جرائم کو چیلنج کیا اور اس کے جرائم کو بے نقاب کرنے کی جدوجہد کی، اس کام میں اللہ طاقت ور اور غالب کے علاوہ کسی سے نہیں ڈری۔ حزب التحریر حق بات کرنے اور سرکش حکمران کے احتساب میں رسول اللہ ﷺ کے منہج پر کاربند رہی، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ : ((سيد الشهداء حمزة بن عبد المطلب، ورجل قام إلى إمام جائر فأمره ونهاه فقتله)) "شہداء کے سردار حمزہ بن عبد المطلب ہیں اور وہ شخص جو ظالم حکمران کے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور وہ اس کو قتل کردے"۔ حزب کے شباب اور ان کے گھر والوں نے اس قدر قربانیاں دی ہیں کہ ان سے پہاڑ بھی ہل جائیں لیکن اس کے باوجود جابر کے ظلم کے سامنے ہمارا عزم کمزور نہیں ہوا ہے۔

آج ہم یہاں **حزب التحریر** کی شروع کردہ اس مہم کے اختتام کا اعلان کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں "کریموف اسلام سے بغض رکھتا ہے"۔ ہم یہاں سے یہ پیغام دینا چاہتے ہیں:

سرکش کریموف کی جیلوں میں موجود ہمارے پیاروں اور ان کے گھر والوں اور رشتہ داروں کے لیے: ہم بانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور تم ہمارے دلوں میں ہو، ہم اپنی صبح و شام کی دعاؤں میں تمہیں یاد کرتے ہیں، اللہ ہماری، اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے تمہیں بہترین جزا دے۔ تم نے اپنی ثابت قدمی اور قربانیوں سے نور کے صفحات بھر دیئے ہیں ۔ انشاء اللہ یہ اعمال تمہارے پروردگار کے نزدیک اس دن تمہاری شفاعت کریں گے جس دن مال اور اولاد کوئی نفع نہیں پہنچائیں گے اور امت بھی تمہارے حق میں گواہی دے گی۔ ہم تم سے وہی کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے آل یاسر کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ: «صبرا آل ياسر فإن موعدكم الجنة» "اے آل یاسر صبر کرو بے شک تم سے جنت کا وعدہ ہے"۔ اے دعوت حق کے علمبردارو انشاء اللہ تم سے جنت کا وعدہ ہے۔ یاد رکھو ہر مدت کے لئے ایک حکم ہے اور اللہ تمہارے ساتھ اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے اور ممکن ہے کہ یہ قریب ہے۔

امت مسلمہ سے ہم کہتے ہیں: اسلام اپنے مسلمان بھائی کی مدد کو فرض قرار دیتا ہے، حق تعالیٰ شانہُ فرماتا ہے: ﴿وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ﴾ " اگر دین کی وجہ سے تم سے مدد طلب کریں تو مدد تم پر فرض ہے"(الانفال:72) ۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : «المسلم أخو المسلم، لا يظلمه، ولا يسلمه، ومَن كان في حاجة أخيه، كان الله في حاجته، ومَن فرَّج عن مسلم كربةً، فرج الله عنه كربةً مِن كربات يوم القيامة» "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا وہ اس کو بے یارو مددگار نہیں چھوڑتا اور جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری

کرنے میں لگا جائے اللہ اس کی ضرورت پوری کرے گا اور جو کسی مسلمان کے ساتھ مصیبت کے وقت آسانی پیدا کرے اللہ قیامت کے دن اس کی مصیبت کو ختم کرے گا"ایک اور حدیث میں ہے «فکوا العاني» " قیدی کو چھڑاؤ"۔ شرع تم پر ازبکستان کے اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کو فرض قرار دیتی ہے بلکہ تمام دنیا میں اپنے بھائیوں کی مدد فرض ہے۔

ہم افواج کی قیادتوں کو خصوصی دعوت دیتے ہیں کہ: تم ہی اہل طاقت اور ان کی مدد پر قادر ہو۔ یاد رکھو اللہ اپنے دین کو کامیاب کرے گا اور وہ جلد اپنے وعدے کو پورا کرے گا اور قیامت کے دن تم اللہ کے سامنے پیش کیے جاؤگے اور اللہ تمہارے اعمال خیر وشر میں تمہارا احتساب کرے گا۔ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ رکھے بلکہ اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی زمینوں اور آسمانوں سے زیادہ ہے۔ تم یہ محسوس کرتے ہوگے کہ ظالموں کے پاؤں تلے سے زمین نکل رہی ہے لہٰذا تم امت کی صف میں شامل ہو جاؤ اور اللہ کے دین کی مدد کر کے اللہ کی رضا حاصل کر لو، دونوں جہانوں کی سعادت اور ملائکہ کی دعائیں لو۔ اگر تم نے منہ موڑ لیا تو اللہ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

ہم مغرب کے عقلمند اور انصاف پسند لوگوں سے بھی مخاطب ہیں: خاموش رہ کر اپنے حکمرانوں کے ان جرائم میں شریک مت ہو جو وہ ازبکستان کے ڈکٹیٹر کی پشت پناہی اور اس کے کارندوں کے جرائم پر آنکھیں بند کر کے کر رہے ہیں حالانکہ ان جرائم کے بارے میں سب سے زیادہ وہی جانتے ہیں۔

اے اللہ ازبکستان کے سرکش کی جیلوں میں موجود ہمارے مظلوم بھائیوں پر اپنی رحمت اور سکینت نازل کر دے، ان کی مدد اپنے فرشتوں اور اس لشکر کے ذریعے کر دے جس کو تیرے علاوہ کوئی نہیں جانتا، ہم سے وہ کام لے جس سے تو راضی ہو، تو ہی ہمارا مولا ہے اور تو ہی کیا اچھا مولا اور مددگار ہے۔

بقیہ صفحہ 21 سے

نہیں۔ ہاں اس سے کچھ لوگ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو سکتے ہیں، لیکن ان کے دلوں میں ظلم اور ظالموں کو تبدیل کرنے کی آگ شعلہ زن ہی رہتی ہے۔ یہ اصرار اقرباء، ہمسایوں اور جان پہچان والوں میں دشمنی کی چنگاری کو ہوا دیتا ہے اور یہ دشمنی پھیل کر پورے ملک اور سارے اسلامی خطے کو اپنی لپیٹ میں لیتی ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ حزب التحریر اور دوسری مخلص اسلامی تحریکوں کے جوان زبردست صبر کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور ظلم اور ظالموں کو چیلنج کر رہے ہیں، یہ اللہ کی مدد پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَاوَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ﴾ " ہم یقیناً اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی دنیا کی زندگی میں اور اس دن مدد کریں گے جب گواہ لائے جائیں گے "(غافر:51)، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ((إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا)) "اللہ نے میرے لیے زمین کو لپیٹا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا، میری امت کا اقتدار وہاں وہاں تک پہنچے گا جو مجھے دکھایا گیا ہے" اس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

حزب التحریر ازبکستان

26 جمادی الثانی 1436 ہجری

15 اپریل 2015

اوفا میں سیکورٹی ادارے حزب التحریر کے ممبران کے خلاف من گھڑت عدالتی مقدمات کے ذریعے مسلسل "دہشت گردی کے خطرے" کو بڑھاوا دے رہے ہیں

پریس ریلیز

ایف-ایس-بی انٹیلی جنس سروسز نے 23 اپریل 2015 کو چیلیابنسک میں حزب التحریر کے ایک رکن کی گرفتاری کا اعلان کیا۔ سیکورٹی سروسز کو اس کی گھر کی تلاشی کے دوران اسلامی کتابوں کے سوا کچھ نہ ملا۔ سیکورٹی فورسز نے اس کے خلاف رشین فیڈریشن کے کریمنل کوڈ آرٹیکل 205.5 کے مطابق عدالت میں مقدمہ دائر کیا جس میں " دہشت گرد تنظیم کی سرگرمیوں میں شرکت" درج کیا گیا ہے۔

روسی انٹیلی جنس چیف بورتنیکوف نے ایک میٹنگ کے دوران جو ارووال کے علاقے میں دہشت گردی کے خلاف کام کرنے پر بحث کے لئے منعقد کی گئی تھی، حزب التحریر کا ذکر کیا اور اس کے بارے میں کچھ اعداد وشمار پیش کرتے ہوئے کہا کہ "علاقے کے اندر اجنبی دہشت گردوں اور بنیاد پرست تنظیموں کی سرگرمیاں ہورہی ہیں۔ گزشتہ سال میرے علاقے نچ نی فارتوفسک اور چیلیابنسک میں عالمی دہشت گرد تنظیم حزب التحریر سے منسلک سرگرمیاں دیکھنے میں آئیں اور اس کے 19 اراکین کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کے لئے مقدمات دائر کئے گئے "۔ یوں ارووال کے علاقے میں یہ کاروائیاں حزب التحریر کے داعیوں کے خلاف جنگ کی گواہ ہیں جنھوں نہ تو ماضی میں معاشرے کے لئے خطرات پیدا کئے نہ ہی مستقبل میں وہ خطرہ ہیں۔

حسب عادت ان بیانات کے بعد گرفتاریوں کی رپورٹیں آئیں جو خطرے کے خلاف سیکورٹی فورسز کی "کامیابی" کاڈھنڈوراپیٹ رہی تھیں۔ چیلیابنسک میں فیڈرل یونین کی طرف سے گرفتاریوں کے مطالبات سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ فیڈرل میڈیا (روسبالٹ) اور TASS نے ہی سب سے پہلے گرفتاری پر روشنی ڈالی اور اس کی ویڈیو کلپ جاری کی۔

ہم یاد دلاتے ہیں کہ روس دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو حزب التحریر کو دہشت گرد جماعت سمجھتا ہے اور ایسے مواد کی موجودگی پر جو ان کی نظر میں دہشت گردی سے متعلق ہوتا ہے، اس کے اراکین کا پیچھا کرتا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ حزب التحریر کا دنیا میں کہیں بھی کسی دہشت گرد کاروائی سے تعلق ثابت نہیں کیا جاسکتا اور یہ عدالتی مقدمات بھی من گھڑت اور سیکورٹی فورسز کے جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں جبکہ پوری دنیا اس جھوٹ میں ان کی مکمل حمایت کرتی ہے۔ لیکن اگر ان شریروں کے ہاتھ میں سب کچھ ہوتا تو روس میں اسلام کی واپسی کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ رشین فیڈریشن کے مختلف علاقوں میں تمام تر ظلم وستم اور اسلام دشمن پالیسی کے باوجود، مسلمان اپنے دین کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو اپنی اقدار کے دفاع کا حق دیا ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَوْلا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾. "اور اگر اللہ لوگوں کے ایک گروہ (کے شر) کو دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا تو خانقاہیں اور کلیسا اور عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے، سب مسمار کردی جاتیں، اور اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کریں گے۔ بلا شبہ اللہ بڑی قوت والا، بڑے اقتدار والا ہے" (الحج:40)۔

بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صبر کرنے والے مسلمانوں کے ساتھ نصرت ومدد کا وعدہ کیا ہے اور جو لوگ اتباع حق کے راستے میں ان کے لئے رکاوٹ بنتے ہیں، ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے، ﴿وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ * كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُقْتَدِرٍ﴾ "اور فرعون کے خاندان کے پاس بھی تنبیہات آئیں، انہوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلا دیا تھا، اس لئے ہم نے ان کو ایسی پکڑ میں لیا جیسی ایک زبردست قدرت والے کی پکڑ ہوتی ہے" (القمر:41-42)۔

راحیل-نواز حکومت خطے میں امریکی موجودگی کو برقرار رکھنے اور امریکی افواج کے خلاف مزاحمت کو ختم کرنے کے لئے کام کررہی ہے

خبر اور تبصرہ

خبر: 3 مئی 2015 کو افغان حکام اور افغان طالبان کے درمیان دو روزہ بات چیت کا دور دوہا، قطر میں شروع ہوا۔ یہ ملاقات ایک کنیڈین غیر حکومتی ادارے پگواش کانفرنس گروپ کے تحت منعقد ہوئی۔ پاکستان کے سیکریٹری خارجہ اعزاز احمد چوہدری نے بات چیت کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ "ہمارا پیغام بڑا واضح ہے کہ انہیں (طالبان) کو بات چیت کرنا ہوگی۔ اگر وہ بات چیت کرتے ہیں اور افغانستان میں امن کے قیام میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں تو یہ ہمارے لئے اور اس پورے خطے کے لئے بہترین عمل ہوگا"۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان افغانستان کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانے کے عزم پر قائم ہے اور "خاموشی سے اہم اقدامات کررہا ہے" تاکہ کابل اور طالبان کے درمیان امن مذاکرات کا سلسلہ آگے بڑھے۔

تبصرہ: 27 مارچ 2009 کو 2014 کے اختتام تک افغانستان سے محدود انخلاء کے منصوبے کے اعلان کے بعد سے امریکہ افغان طالبان کو کسی بھی طرح مذاکرات کی میز پر لانے کی کوشش کررہا ہے تاکہ وہ افغانستان میں اپنے استعماری مفادات کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے ایک سیاسی حل نکال سکے۔ 2013 میں افغان طالبان کو دوہا، قطر میں اپنا دفتر کھولنے کی اجازت دی گئی لیکن صرف ایک مہینے بعد ہی اسے اس اعتراض کے ساتھ بند کردیا گیا کہ وہ اس دفتر میں جھنڈا آویزاں کرکے خود کو ایک ریاست کی شکل میں پیش کررہے ہیں۔ امریکہ افغان طالبان کو اپنے بنائے ہوئے امن معاہدے پر راضی کرنے کے لئے ان کے خلاف "گاجر اور چھڑی"(Carrot and Stick) کے اصول کو استعمال کررہا ہے۔ راحیل-نواز حکومت اس امریکی منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اہم ترین کردار ادا کررہی ہے۔ حکومت کبھی طالبان کو امن مذاکرات میں شرکت کے لئے بیرونِ ملک جانے میں مدد و معاونت فراہم کرتی ہے اور کبھی ان کے رہنماؤں کو گرفتار اور قتل کرتی ہے جیسا کہ ملا منصور داداللہ کی پاکستان میں ایک گھر سے گرفتاری یا بارہ کہو اسلام آباد میں جلال الدین حقانی کے بیٹے نصیر الدین حقانی کا قتل۔ جیسے جیسے 2014 قریب آرہا تھا اور امریکہ کو افغان طالبان کے ساتھ کوئی معاہدہ ہوتا نظر نہیں آیا، تو اس نے راحیل-نواز حکومت کو شمالی وزیرستان میں بھرپور فوجی آپریشن کرنے کا حکم دیا جو کہ امریکیوں کے لئے سب سے خطرناک اور پریشان کن حقانی نیٹ ورک کا مضبوط گڑھ تھا۔

قطر میں ہونے والی بات چیت کے چند ہی دنوں بعد نواز اور راحیل 12 مئی کو کابل کے دورے پر گئے اور افغان طالبان کی جانب سے شروع کیے جانے والے "آپریشن عزم" کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ نواز شریف نے کہا کہ "اس قسم کے آپریشن اور حملوں کے جاری رہنے کی صورت میں ان اقدامات کو دہشت گردی سمجھا جائے گا"۔ پاکستان کے وزیر برائے سرحدی علاقاجات، ریٹائر لیفٹنٹ جنرل عبد القادر بلوچ نے کہا کہ "طالبان کو یہ لازمی سمجھ لینا چاہیے کہ آگے آنے والے دن بہت مشکل ہوں گے۔ دباؤ بڑھ رہا ہے اور کوئی بھی ان کی مدد کرنے والا باقی نہیں رہے گا۔ وہ جہاں بھی ہوں گے، انہیں مار دیا جائے گا یا گرفتار کرلیا جائے گا"۔ یہ بات حیرت انگیز نہیں کہ کابل کے دورے کے اگلے ہی دن کراچی میں ایک انتہائی خوفناک قتل عام کی واردات ہوتی ہے جس میں پینتالیس آغا خانی برداری کے لوگوں کو بے دردی سے قتل کردیا گیا اور حکومت نے اس سانحے کو نیشنل ایکشن پلان کو مزید تیز کرنے کے لئے استعمال کیا جس کا بنیادی ہدف ان مخلص مجاہدین کا خاتمہ کرنا ہے جو افغانستان میں امریکی قابض افواج کے خلاف لڑتے ہیں۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ راحیل-نواز حکومت خطے میں امریکی مفادات کے حصول کو یقینی بنانے کے لئے کسی بھی حد تک گر سکتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پاکستان اور افغانستان میں عدم استحکام کے خاتمے کے لئے امریکہ کو نکال باہر کیا جاتا کیونکہ اس کی موجودگی ہی، چاہے وہ اس کی افواج، سی۔آئی۔اے یا ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کی شکل میں ہو، عدم استحکام کی بنیادی وجہ ہے لیکن راحیل-نواز حکومت افغانستان میں امریکہ کی موجودگی کو مستحکم اور اس کی قابض افواج کے خلاف مزاحمت کے خاتمے کے لئے بھرپور کردار ادا کررہی ہے۔

بقیہ صفحہ 32 پر

امریکہ کے ایران کے ساتھ اس کے ایٹمی پرگرام کے حوالے سے ہنگامی معاہدے کے پس پردہ کیا محرکات ہیں

سوال وجواب

سوال: 2 اپریل 2015 کی شام سوئیزرلینڈ کے شہر لوزان میں 5 جمع ایک (P+1) اور ایران کے درمیان اس کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے ایک ہنگامی معاہدے پر دستخط کیے گئے اور حتمی دستخط 30 جون 2015 کو کیے جائیں گے۔ یہ بات قابل دید تھی کہ فریقین کی جانب سے مشترکہ بیان کو پڑھتے ہی امریکی صدر اوباما وائٹ ہاوس میں صحافیوں سے خطاب کے لیے آیا اور کہا کہ یہ ایک تاریخی معاہدہ ہے۔ اس معاہدے کے پس پردہ حقائق کیا ہیں؟ اللہ آپ پر اپنی برکتیں نازل فرمائے۔

جواب: جواب کو واضح کرنے کے لیے ہم مندرجہ ذیل امور کو پیش کریں گے:

1۔ معاہدے کے فوراً بعد امریکی صدر نے وائٹ ہاوس کے سامنے خطاب کیا جو خصوصی طور پر اس معاہدے کے حوالے سے تھا۔ اوباما نے کہا کہ، "ہم ایران کے ساتھ اس کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے ایک تاریخی سمجھوتے پر پہنچ گئے ہیں، جس کو اگر نافذ کیا گیا تو یہ تہران کو ایٹمی اسلحے کے حصول سے روک دے گا"۔ اس نے کہا، "ہم ایران کو ایٹمی پروگرام آگے بڑھانے سے باز رکھنے کے لیے ایک سمجھوتے پر پہنچ گئے"۔ اس نے مزید کہا کہ "تہران نے اپنی ذمہ داریاں پوری کردیں اور معائنوں کے لیے راہ ہموار ہوگئی"۔ اس نے سمجھوتے کے بارے میں کہا، "یہ عمدہ ہے اور ہمارے بنیادی اہداف کو پورا کرتا ہے" اور کہا کہ "ایران نے ایک زبردست نگرانی کے نظام کو قبول کرلیا جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی اب ایران کے سامنے یورینیم کی افزودگی کا دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پہلے سے موجود افزودہ یورینیم کے ذخائر اور سینٹری فیوجز کی تعداد میں بھی دو تہائی کمی کی جائے گی"۔ اس نے کہا، "ایران کو کبھی ایٹمی اسلحہ بنانے نہیں دیا جائے گا، اس کے بدلے ہم تدریجی طور پر ان پابندیوں میں نرمی کریں گے جو ہم نے اور سلامتی کونسل نے لگائیں تھیں"۔ اس نے اس طرف بھی اشارہ کیا کہ "تفصیلات پر اتفاق رائے کے لیے مذاکرات جون تک جاری رہیں گے"۔ اس کے علاوہ اس بات پر زور دیا کہ "ایٹمی تفتیش کاروں کو ایران کے ایٹمی تنصیبات تک بے مثال رسائی حاصل ہوگی"۔ اس نے کہا، "ایرانی عوام کی جہاں تک بات ہے ہم ان کے ساتھ مشترکہ مفادات کے حصول کے لیے کام کرنے کے لیے تیار ہیں" (امریکی ریڈیو سوا 2 اپریل 2015)۔۔۔امریکی صدر کے یہ بیانات اس معاہدے تک پہنچنے میں امریکی انتظامیہ کی زبردست دلچسپی کا مظہر ہیں اور یہ بھی کہ یہ معاہدہ امریکہ کے مفاد میں تھا اور اُس نے اِس سے وہ حاصل کیا جو وہ چاہتا تھا اور اس کی مخالفت کرنے والوں کے پاس کوئی جواز موجود نہیں ۔ اوباما نے اس معاہدے کے خلاف امریکی کانگریس کے ریپبلیکن اراکین اور یہودی وجود کے وزیر اعظم نتین یاہو کے موقف کا ذکر کیا۔ اوباما کا یہ کہنا کہ وہ ایران کے ساتھ مشترکہ مفادات کے حصول کے لیے کام کرتا رہے گا یعنی کہ وہ خطے میں امریکی منصوبوں کی تکمیل کے لیے ایران کو استعمال کرے گا، کیونکہ امریکہ نہیں چاہتا ہے کہ ایران یہودی وجود سے خطرے اور یورپی ٹرائیکا برطانیہ، فرانس اور جرمنی کی دھمکیوں کا سامنا کرتا رہے جو اس کے لیے نئے مسائل پیدا کریں اور وہ پابندیوں کے نیچے ہاتھ پاؤں مارتا رہے۔

2۔ ایران نے افزودہ یورینیم کے ذخائر کو 3.67 فیصد سالانہ کی شرح سے پندرہ سالوں میں 10 ہزار کلوگرام سے کم کرکے 300 کلوگرام کرنے پر اتفاق کرلیا اور آنے والے 15 سالوں میں یورینیم کی افزودگی کے لیے کسی بھی قسم کی نئی ایٹمی تنصیبات قائم نہ کرنے کا بھی عہد کرلیا۔ ایران نے سینٹری فیوجز میں بھی دو تہائی کمی کرنے پر بھی اتفاق کیا اور معاہدے کے مطابق موجودہ 19 ہزار سینٹری فیوجز کو کم کرکے انہیں 6104 کی سطح پر لائے گا اور ان میں سے بھی صرف 5060 ہی آئندہ 10 سال تک یورینیم افزودہ کریں گی۔ صرف نتانز کی تنصیبات میں ہی اسی کمی کے مطابق یورینیم افزودہ کی جاسکے گی۔ ایران 15 سال تک فوردو کی تنصیبات میں یورینیم افزودہ نہیں کرے گا بلکہ ان تنصیبات کو ایٹمی اور طبیعاتی تحقیقات کے لیے مخصوص کرے گا۔ ایران افزودگی کے منصوبے اور تحقیقات کو بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی کے سامنے پیش کرنے کا پابند ہوگا جو اس بات کی ضمانت دے گی کہ ایران 10 سال تک ایٹم بم تیار کرنے کے قابل نہیں۔ معاہدہ بین الاقوامی معائنہ کاروں کو 25 سال تک یورینیم کی کانوں اور پیلے کیک بنانے کی جگہوں کی نگرانی کا حق بھی دیتا ہے ۔ جس تاریخ کو سینٹری فیوجز کو کام کرنے سے روک دیا جائے گا اس سے اگلے بیس سالوں تک معائنہ کاروں کو ان سینٹری فیوجز اور ذخائر کی مسلسل نگرانی

کرنے کا حق حاصل ہو گا" (الشرق الاوسط 3 اپریل 2015)۔ ایران کے صدر روحانی نے اپنے بیان میں کہا کہ "ایران اس معاہدے میں لگائی گئی تمام شرائط کی پاسداری کرے گا بشرطیکہ دوسرا فریق بھی اپنے وعدوں کی پابندی کرے" (سائٹ العالم الایرانیہ 3 اپریل 2015)۔ ایران کے وزیر خارجہ جواد ظریف نے کہا "بے شک پابندیوں کو ہٹانا ہی آگے بڑھنے کی جانب پہلا قدم ہو گا۔ ہم نے اس سفر کو روک دیا جو سب کو ناپسند تھا اور جو ایٹمی عدم پھیلاؤ کے لیے یا کسی بھی فریق کے لئے مناسب نہیں تھا"۔ (امریکی ریڈیو سوا2 اپریل2015)۔ یہ تمام بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ ایران نے یورینیم کی افزودگی کے حوالے سے اپنی سرگرمیاں روک دیں اور افزودگی میں اس قدر کمی کو قبول کر لیا کہ اس سے ایٹمی ہتھیار بنانا ممکن نہیں رہے گا۔اس نے سینٹری فیوجز میں بھی دو تہائی کی کر دی ہے اور وہ 25 سال تک بین الاقوامی نگرانی میں بھی رہیں گے ۔ وہ اس عرصے میں اس معاہدے کی پاسداری کرے گا جیسا کہ اس کے صدر نے کہا ہے ۔ ایران کو جس چیز کی فکر ہے وہ یہ کہ اس کے اوپر سے پابندیاں اٹھائی جائیں جیسا کہ جواد ظریف نے بیان میں کہا"بڑی طاقتوں کے ساتھ طے پانے والے معاہدے پر عملدرآمد کے ساتھ ہی ایران پر لگائی گئی پابندیاں ختم ہو جائیں گی"۔ ساتھ ہی امریکہ کی جانب سے خطے میں ملنے والے کردار کو نبھائے گا اور اپنے قومی مفادات کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا، جیسا کہ بعض عہدیدار ایرانی سلطنت کا خواب دیکھ رہے ہیں اور اسی کے لیے اپنی ایٹمی پروگرام کو قربان کر دیا!

3۔ رہی بات 5 جمع 1 (P+1) کے گروپ کے ممالک کی، یہ واضح ہے کہ ان کا کردار برائے نام تھا اور عملی مذاکرات اعلانیہ بھی اور پوشیدہ بھی زیادہ تر امریکہ اور ایران کے درمیان ہی ہوتے رہے جبکہ دوسروں کا کردار کھلاڑی کی بجائے مشاہدہ کار جیسا تھا۔ دلائل اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ امریکہ ایران کے ساتھ معاہدہ مکمل کر چکا ہے اور جو چیز باقی رہ گئی ہے وہ اس پر مرحلہ وار عمل درآمد ہے اور اس دوران 5 جمع 1 (P+1) کے گروپ کے ممالک اس تمام عمل پر نظریں جمائیں رکھیں گے کہ اگر وہ کسی چیز کو ناپسند کریں تو الگ ہو سکتے ہیں اور بعد میں جب مناسب سمجھیں واپس آکر وہ خود یا کسی اور کو اپنا نمائندہ بنا کر اس پر دستخط کر دیں! یہ ان ممالک کے وزراء کے موقف سے بھی واضح ہو گیا۔۔۔ چنانچہ روسی وزیر خارجہ لاوروف نے تاجکستان کے دورے کے دوران کہا کہ "صورت حال غیر معمولی ہے اس کی پہلے کوئی مثال نہیں۔۔۔ اُس نے اِس طرف اشارہ کیا کہ "موجودہ مرحلے کی اہمیت اس بات میں ہے کہ معاہدے کے لئے ایک سیاسی ڈھانچہ تیار ہو جس کی تمام ترکیبات واضح ہوں"۔ روسی وزارت خارجہ کے ترجمان الیکزنڈر لوکاوچ نے کہا کہ "روس اپنے وزیر خارجہ کے دوبارہ لوزان جانے کی کوئی سخت ضرورت محسوس نہیں کرتا، مذکرات میں شریک لوگ موجودہ حالات میں جو کچھ کر رہے ہیں وہ ابتدائی معاہدے کی چھان بین ہے۔۔۔"(رشیاٹوڈے ریشیانووسٹی2اپریل 2015)۔

روس کے بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے بات پہلے ہی طے ہو چکی ہے اس پر صرف دستخط کرنا باقی ہے اس لیے اس کا وزیر خاجہ اس پر دستخط کرنے کے لیے جانے کو ضروری نہیں سمجھتا۔ اسی نے کہا کہ یہ معاملہ غیر معمولی ہے اور اس نے امریکی سیکریٹری خارجہ کی طرف اشارہ کیا جو زیادہ تر ایرانیوں خاص کر ان کے وزیر خارجہ جواد ظریف کے ساتھ ہفتوں تنہا مذکرات کرتا رہا۔۔۔ اور26 مارچ 2015 سے بلا توقف ان پر توجہ مرکوز کیے رکھی یہاں تک کہ گزشتہ مہینے کے اختتام پر اس پر دستخط کرنے کا وقت آگیا، تب ہی گروپ کے دوسرے ممالک کے وزراء خارجہ کو دستخط میں شریک ہونے کے لیے بلایا گیا! لیکن وہ سب دستخط سے ایک دن قبل سب کچھ پہلے سے طے شدہ دیکھ کر اور دستخط پر امریکہ کا اصرار دیکھ کر اجلاس چھوڑ کر چلے گئے۔ چنانچہ فرانس کا وزیر خارجہ غصے سے پچھلے دروازے سے نکل کر چلا گیا، جرمن وزیر خارجہ جمہوریہ بالٹیک کی طرف محو سفر ہوا اور روس کا پہلے ہی ذکر ہو چکا ہے، وہ تو واپس آیا ہی نہیں بلکہ اپنا نمائندہ چھوڑ کر چلا گیا۔ جہاں تک چین کے وزیر خارجہ کا تعلق تھا اس کے لیے گویا اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی اور رہی بات انگریز وزیر خارجہ کی تو اس نے نہ ہی اپنے غصے کو ظاہر کیا نہ ہی خوشی کا اظہار کیا بلکہ انگریز کی چالاکی کی خبیث عادت کے مطابق یہ انتظار کرتا رہا کہ آگے کیا ہو گا۔۔۔ مگر آخر کار سب دستخط کی تقریب میں شامل ہوئے اور شرمندگی سے بچنے کے لیے امریکہ نے جو کچھ تیار کیا تھا اس کے بارے میں تبادلہ خیال کرتے رہے ۔ یہ تبادلہ خیال دو دن تک جاری رہا اور پھر اس میں کوئی قابل ذکر تبدیلی کرنے یا کروانے کے بغیر ہی اس پر دستخط کر دیئے! روسی وزیر خارجہ نے کہا کہ معاہدہ امریکہ اور ایران کے درمیان پہلے ہی ہو چکا تھا، آج اس پر دستخط ایک سیاسی اقدام کے سوا کچھ نہیں، اسی لیے اس نے لوزان واپس آنے کو ضروری نہیں سمجھا اس کی جگہ اس کے نائب نے دستخط کر دیے۔ لہٰذا اس معاہدے میں بنیادی کردار امریکہ اور ایران کا ہی تھا۔۔۔

4 ۔ کانگریس پر حاوی ریپبلیکن ارکان نے اس معاہدے کی پارٹی بازی اور آنے والے انتخابی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے مخالفت کی ۔ ان کی مخالفت کے

باوجود اوباما انتظامیہ نے اس پر دستخط کر دیے کیونکہ یہ انتظامیہ خارجہ سیاست میں کامیابی اور اس کے ذریعے ایران کو خطے میں اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے استعمال کرنا چاہتی ہے۔امریکی ایوان نمائندگان کے سربراہ جون بینر نے کہا کہ "حتمی معاہدے کے پیمانے ان اہداف سے مطابقت نہیں رکھتے جو وائٹ ہاوس نے مقرر کیے ہیں"۔ اس نے کہا کہ "پابندیاں ہٹانے سے قبل کسی بھی معاہدے کو تفصیل سے معائنہ کرنے کا کانگریس کو حق حاصل ہونا چاہیے۔ جمعرات 2 اپریل 2015 کو معاہدے کا اعلان اوباما کی جانب سے بیان کیے گئے بنیادی اہداف سے انحراف کی وجہ سے تشویشناک ہے"(اے ایف پی 3 اپریل 2015)۔ یہ بات طے ہو چکی تھی کہ رواں مہینے کی 14 کو امریکی کانگریس کی خارجہ امور کی کمیٹی کے سامنے اوباما انتظامیہ اس معاہدے کو پیش کرے گی جس پر رائے شماری ہو گی مگر اوباما انتظامیہ نے اس کو مسترد کر دیا اور کہا کہ اس معاہدے کی تکمیل انتظامیہ کے اختیارات میں شامل ہے اور کانگریس کی اس میں مداخلت سے مسئلہ پیچیدہ ہو جائے گا۔

5۔ جہاں تک یہودی وجود کے موقف کا تعلق ہے تو نتن یاہو نے کہا، "ایرانی ایٹمی پروگرام کے حوالے سے معاہدے کا فریم ورک اسرائیل کی بقا کے لیے خطرہ ہے" (اے ایف پی 3 اپریل 2015)۔ یاد رہے کہ انہوں نے لوزان میں معاہدے پر پہنچنے کے اعلان سے کچھ ہی دیر پہلے مطالبہ کیا تھا کہ "معاہدے کے متن میں ایرانی ایٹمی صلاحیت میں زبردست کمی کی بات ہونی چاہیے"۔ اس نے یہ بھی کہا، "بہترین معاہدہ ایٹمی انفراسٹرکچر کو تباہ کر سکتا ہے، بہتر معاہدہ عائد پابندیوں کے ہٹانے کو تہران کی جانب سے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے ایرانی رویہ کو تبدیل کرنے سے مربوط ہونا چاہیے"(رائٹرز یکم اپریل 2015)، اور یہ مطالبات لوزان معاہدے میں اس کو مل گئے۔ اس لیے نتن یاہو کا موقف یہودی وجود کے دفاع کے لیے مزید امریکی امداد اور وعدوں کے حصول کے لیے جوش دلانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس کا مقصد اپنے اس سابقہ موقف کی تائید بھی ہے جس کو اس نے پہلے انتخابات میں کامیابی کے لیے اپنایا اور جس میں وہ کامیاب بھی ہوا۔ اس کا مقصد ریپبلیکن ارکان کے ساتھ تعلقات کو مضبوط کرنا بھی ہے جو اس کے خیال میں 2016 کے امریکہ کے صدارتی انتخابات کے بعد حکومت میں آئیں گے۔ نتن یاہو ریپبلیکنز کی دعوت پر ہی ایران کے ساتھ معاہدے پر اپنی تشویش کے اظہار کے لئے کانگریس سے خطاب کرنے کے لیے امریکہ گیا تھا۔ وہ یہ جانتا ہے کہ اس معاہدے نے ایران کے ایٹمی اسلحے کے حصول کی صلاحیت کو شدید زک پہنچائی ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ایران خطے میں امریکہ کی جانب سے متعین کردار ادا کر رہا ہے جس سے یہودی وجود کو زبردست فائدہ پہنچ رہا ہے کیونکہ ایران شامی حکومت کو بچا رہا ہے اور شامی حکومت ہی کی وجہ سے گولان کی پہاڑی کی طرف سے اسرائیل محفوظ ہے جبکہ پورا خطہ خانہ جنگی کی لپیٹ میں ہے اور امت کی وحدت کی راہ اور اس کے عظیم منصوبے خلافت کے قیام میں رکاوٹ ہے۔ اوباما نے نتن یاہو سے ٹیلی فونک گفتگو کر کے یہ یقین دہانی کرائی کہ امریکہ یہودی وجود کے دفاع کا پابند ہے۔۔۔ اوباما نے اپنی سیکورٹی ٹیم کو "نئی اسرائیلی حکومت کے ساتھ دونوں ملکوں کے درمیان سیکورٹی میں تعاون کو مضبوط تر کرنے کے لیے بھرپور مذاکرات کا حکم دیا"(اے ایف پی 3 اپریل 2015)۔

اس سب کچھ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ:

ا۔ امریکہ ہی نے ایران کے ساتھ اس معاہدے کو تیار اور مضبوط کیا، جیسا کہ اس نے جنیوا معاہدے کو 24 نومبر 2011 میں تیار اور مضبوط کیا تھا، دوسرے پانچ ممالک کو صرف اس کو جلدی سے پڑھنا اور اس پر دستخط کرنا تھے۔ لیکن ان ملکوں کی لاج رکھنے کے لیے دو دن گفت و شنید کرنے کے لیے دیے گئے۔۔۔ پھر انہوں نے اس کی حامی بھری اور دستخط کر دیئے۔

ب۔ ایران پر دباؤ اور پابندیوں میں نرمی کرنے یا ان کو ختم کرنے میں امریکہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ خطے میں ایران کو استعمال کر سکے اور وہ امریکہ کی جانب سے دیا گیا کردار بخوبی نبھائے۔ یہی وجہ ہے کہ اوباما انتظامیہ نے سب کچھ چھوڑ کر اس معاہدے کو کامیاب بنانے کے لیے دن رات ایک کیے اور اس کو اپنی خارجہ پالیسی کی اہم کامیابی قرار دیا اور امریکی صدر نے اس کو تاریخی سمجھوتہ تک کہہ دیا۔

ج۔ اوباما انتظامیہ کے لیے اس معاہدے کی راہ میں واحد رکاوٹ کانگریس میں موجود ریپبلیکن ہوں گے جو انتخابی وجوہات کی بنا پر اس معاہدے کو اوباما انتظامیہ کی ناکامی ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ صدر کو قابو میں رکھنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ لگ رہا ہے کہ یہ کشمکش فریقین کے درمیان جاری رہے گی۔ اس بات کا بھی انتظار ہے کہ اوباما انتظامیہ ایران پر عائد بعض پابندیوں میں نرمی کرے گی اور بعض پابندیاں برقرار رہیں گی کیونکہ امریکی انتظامیہ کانگریس کی منظوری کے بغیر ان کو ہٹا نہیں سکتی۔ لہذا اس بات کا امکان موجود ہے کہ ایران پر عائد بعض پابندیاں کچھ مدت تک برقرار رہیں گی۔

د۔ یہودی وجود کے وزیر اعظم نتن یاہو کا موقف اشتعال انگیز ہے جس کا مقصد اپنے وجود کے لیے مزید امریکی امداد اور حمایت کا حصول ہے۔

بقیہ صفحہ 32 پر

بالآخر ایجنٹ حکمرانوں کے طیارے حرکت میں آگئے..... مگر دشمنوں سے لڑنے کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے!

پمفلٹ

اقوامِ متحدہ کے لئے سعودی سفیر عادل الجبیر نے جمعرات کی صبح 26مارچ2015 کو یمن کے حوثیوں کے خلاف عسکری آپریشن کا اعلان کردیا۔ اس آپریشن کے دوران فضائی کاروائیوں میں حصہ لینے والا اتحاد دس ممالک پر مشتمل ہے، جس میں عمان کے سواء باقی تمام خلیجی ممالک شامل ہیں۔ سعودی سفیر نے واضح کیا کہ سعودی عرب نے حوثیوں کے خلاف آپریشن شروع کرنے سے قبل امریکہ سے مشاورت کی تھی۔ مصر کے وزیر خارجہ نے اس آپریشن میں شرکت کا اعلان کیا اور بتایا کہ چار مصری بحری جہاز خلیج عدن کی طرف روانہ ہوچکے ہیں۔ جبکہ سوڈانی مسلح افواج کے ترجمان نے اعلان کیا کہ "اپنی اسلامی ذمہ داری کی بنیاد پر سوڈان اس (حملے) میں شرکت کرے گا۔ ہم ایسی صورتحال میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتے جبکہ مسلمانوں کے قبلہ اور وحی کے نزول کی سرزمین پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہوں"۔

یوں بجائے یہ کہ حکمرانوں کے طیارے اور جنگی بحری جہاز یہودیوں سے لڑنے کے لیے حرکت میں آتے وہ یمن پر بم برسانے کے لئے حرکت میں آئے حالانکہ سبا(یمن) کی سرزمین کی بنسبت یہودی وجود ان کے زیادہ قریب واقع ہے! اس کاروائی کے لیے جو جواز پیش کیے گئے ہیں ان میں سے بدترین جواز یہ ہے کہ یہ حملہ مسلمانوں کے قبلہ کے تحفظ کی خاطر ہے، حالانکہ حرم شریف پر تو حملہ ہوا بھی نہیں جبکہ مسلمانوں کا قبلہ اول جس پر یہودی حملہ کر کے قبضہ کرچکے ہیں اور وہ کئی دہائیوں سے یہودیوں کے قبضے میں ہے، اور پکار پکار کر اِن حکمرانوں سے مدد کے لئے فریاد کرتا آرہاہے، اس کی خاطر یہ حکمران حرکت میں نہیں آتے! ان کے طیارے یمن کی طرف اس لئے پرواز کرتے ہیں تاکہ استعماری کفار کے منصوبوں کو مکمل کیا جائے، یہ طیارے فلسطین کی ارضِ مقدس کو چھڑوانے کے لئے کبھی نہیں اُڑتے جس پر مسلمانوں کے شدید ترین دشمن قابض بنے بیٹھے ہیں!

ہر صاحب بصیرت شخص جانتا ہے کہ یمن میں اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، یہ امریکہ اور اس کے حوثی حواریوں اور ان کے ہمنواؤں اور دوسری طرف برطانیہ اور اس کے حواریوں ہادی، عبد اللہ صالح اور ان کے ہمنواؤں کی باہمی کشمکش ہے، جیسا کہ ہم نے اس معاملے کے متعلق سابقہ دستاویزات میں لوگوں پر یہ واضح کیا تھا کہ "حقیقت یہ ہے کہ یمن میں جاری جنگ دو فریقوں کے درمیان ہورہی ہے: فریق اول امریکہ ،اس کے حواری اور ایجنٹ اور فریق ثانی برطانیہ، اس کے حواری اور ایجنٹ۔ دونوں فریق اپنے اپنے وسائل اور اسالیب استعمال کررہے ہیں.... امریکہ یمن میں حوثیوں کی مادی قوت، جنوبی علاقوں میں جاری تحریک اور ایران کے ذریعے معاملات کو آگے بڑھارہا ہے اور مذاکرات کے میدان میں یمن کے لئے اقوام متحدہ کے خصوصی مشیر جمال بن عمر کو استعمال کرتا ہے۔ جبکہ برطانیہ اپنی سیاسی مکاری کو بروئے کار لاتا ہے اور امریکی دباؤ کے خلاف مزاحمت کے طور پر ہادی اور اس کی صدارت کو استعمال کررہا ہے اور اس بات کو یقینی بنارہا ہے کہ کوئی امریکی حواری طاقت کے اہم مراکز میں سے کسی پر بھی قابض نہ ہوسکے۔ ساتھ ہی ساتھ برطانیہ نے بذاتِ خود علی صالح اور اس کے آدمیوں کو حوثیوں کے ساتھ اتحاد میں شامل ہونے کی اجازت دی تاکہ اگر ہادی اپنے مقصد میں ناکام ہوجائے اور حوثی اقتدار پر قابض ہوجائیں تب بھی برطانیہ علی صالح کے ذریعے اقتدار کے کچھ حصے پر قابض رہ سکے۔ یہ ہے یمن کی صورتِ حال کی حقیقت۔ چونکہ برطانیہ اب پہلے کی طرح یمن پر اپنی بالادستی قائم رکھنے کے قابل نہیں رہا، جبکہ دوسری طرف وہ امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کا عسکری طور پر مقابلہ نہیں کرسکتا اس لیے وہ اپنے ایجنٹ ہادی اور علی صالح کے ذریعے سیاسی مکاری پر ہی بھروسہ کرتا ہے، جنہوں نے اپنا کردار بخوبی ادا کیا ہے" (یکم اکتوبر 2014)۔

امریکہ نے ایران کے ذریعے حوثیوں کو انواع واقسام کا اسلحہ اور سامانِ جنگ فراہم کرکے ان کی مدد کی تاکہ وہ طاقت کے بل بوتے پر یمن پر تسلط حاصل کرلیں۔ امریکہ یہ جانتا ہے کہ سیاسی میدان میں زیادہ تر برطانیہ کے پروردہ سیاست دان چھائے ہوئے ہیں۔ لہٰذا امریکہ نے حوثیوں کے ذریعے طاقت کے بل بوتے پر یمن پر تسلط جمانے کی راہ اختیار کی۔ حوثیوں نے صدر کا محاصرہ کرلیا اور اس پر زور ڈالا کے وہ ان کی مرضی کے قوانین منظور کرے۔ یمن کا صدر ہادی ان قوانین کے نفاذ پر حوثیوں کے ساتھ اتفاق کرلیتا اور پھر اِن معاہدوں اور قوانین کو عملی جامہ پہنانے میں ٹال مٹول کرنے لگتا تھا، یہ کھیل جاری رہا اور پھر وہ وقت آگیا جب حوثیوں نے صدر کو اس کے گھر میں قید کردیا لیکن وہ کسی طرح فرار ہوکر عدن پہنچ گیا۔ حوثیوں نے عدن تک اس کا پیچھا کیا، مگر وہ دوبارہ ان کے ہاتھوں بچ نکلا۔ یوں یہ کشمکش طویل ہوتی چلی گئی اور حوثیوں کی طاقت کسی ایک مرکز پر جمع نہ رہ سکی بلکہ پورے ملک کے اندر پھیل جانے سے کمزور ہوگئی اور حوثی وہ کچھ حاصل نہ کرسکے جو وہ چاہتے تھے سوائے اس کے کہ علی صالح اور اس کے حواری ان کے ساتھ شامل ہوگئے تاکہ اگر حوثی، صدر ہادی کے خلاف کامیاب ہوجاتے ہیں تو حاصل ہونے والے انعام میں سے وہ بھی اپنا حصہ وصول کرسکیں۔ اور

اگر حوثی ناکام ہو جاتے ہیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے۔ برطانوی ایجنٹوں کی اس حکمتِ عملی کے ابتدائی آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ پس عوامی نیشنل کانگریس، جس کی سربراہی سابق یمنی صدر علی عبد اللہ صالح کر رہا ہے، نے اعلان کیا کہ "حوثی ملیشیا کی تحریک، حوثیوں کی جانب سے جنوبی صوبوں پر قبضہ کرنے کی کوشش اور ملک کی قانونی اتھارٹی کے خلاف بغاوت کرنے کے عمل سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے"۔ عوامی کانگریس پارٹی کے پولیٹیکل آفس کی جزل کمیٹی کی طرف سے بیان دیا گیا کہ "یمن میں جو کچھ ہو رہا ہے، یہ بعض دھڑوں کے درمیان اقتدار کی کشمکش ہے، اور نیشنل کانگریس کا اس سے دور ونزدیک کا کوئی واسطہ نہیں" (العربیۃ26 مارچ 2015)۔ عوامی نیشنل کانگریس کی طرف سے یہ بیان سامنے آیا حالانکہ کل تک وہ اس صلح یا جنگ میں حوثیوں کی حلیف تھی! اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہوگی کہ اگر مستقبل میں حوثیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے تو عوامی کانگریس دوبارہ حوثیوں کی اتحادی بن جائے۔ اِن ایجنٹوں کا یہی وطیرہ ہوتا ہے کہ وہ ضرورت کے لحاظ سے اپنے آقا کے تیار کردہ کردار کے مطابق اپنے رنگ بدل لیتے ہیں! کیا ہی برا اُن کا یہ چلن ہے...!

جب امریکہ نے دیکھا کہ ان کے حوثی حواری مخمصے کا شکار ہیں، انہوں نے اپنی قوت کو پورے یمن میں پھیلا دیا ہے جس کے باعث نہ تو وہ مکمل طور پر اپنی بالادستی کو قائم کر پا رہے ہیں اور نہ ہی وہ شمال میں اپنے مرکز کی طرف واپس جاسکتے ہیں، تو امریکہ نے محدود فوجی آپریشن کے ذریعے انہیں اس صورتحال سے نکالنے کا فیصلہ کیا کہ ایک تیر سے دو شکار ہو جائیں۔ پہلا: لوگ حوثیوں کو ایک جابر کی نظر سے دیکھنا شروع ہو گئے ہیں یہ فوجی حملے ان کے مظلوم ہونے کا تاثر قائم کریں گے اور دوسرا یہ کہ بحران کے بڑھنے سے ہنگامی مذاکرات کے لئے ماحول بن سکے گا اور کوئی مصالحتی حل سامنے آئے گا۔ ہر اس معاملے میں جہاں امریکہ تنہا کوئی مفاد حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ یہی روش اختیار کرتا ہے۔

جو کچھ پہلے ہو چکا ہے اور جو کچھ اب ہو رہا ہے اس نے صورتحال کو واضح کر دیا ہے۔ سعودی عرب نے عسکری کاروائی سے قبل امریکہ سے مشاورت کی، اور امریکہ کے ایجنٹ ہی اس آپریشن میں پیش پیش ہیں یعنی سعودی عرب کا شاہ سلمان اور مصر کا جزل سیسی۔ جہاں تک باقی خلیجی ریاستوں اور اُردن و مراکش کا تعلق ہے تو ان کا کردار زیادہ تر سیاسی ہے، ان کا رویہ برطانیہ جیسا ہے، کہ برطانیہ امریکہ کا ساتھ دیتا ہے، تاکہ یہ نظر آئے کہ وہ بھی متحرک ہے اور عنقریب ہونے والے مذاکرات میں اس کا بھی کچھ نہ کچھ کردار ہو اور اس طرح جو بھی حل سامنے آئے اس کے نتیجے میں طاقت کے مراکز میں اس کا بھی اثرو رسوخ موجود رہے۔ اگرچہ فوجی کاروائی کو مسلط کرنا بسا اوقات مذاکرات کا سلسلہ شروع کرانے میں کامیاب رہتا ہے، مگر کبھی یہ حربہ ناکام بھی ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں یمن کی صورتحال مزید غیر مستحکم ہو سکتی ہے اور اسے جنگ کی آگ میں دھکیل سکتی ہے۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا جب یمن مستحکم اور خوشحال تھا جب اس کی پاک مٹی پر ایجنٹوں اور استعماری کفار کے ناپاک قدم نہیں پڑے تھے۔

اے مسلمانو! یہ ہیں ہمارے حکمران۔ یہ حکمران ہی وہ سب سے بڑی مصیبت ہیں کہ جس سے آج ہم دوچار ہیں۔ اگر ہم نے اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ان کے ظلم وستم سے نجات کے لیے کوشش نہیں کی تو یہ ہمارے لئے مزید تباہی و بربادی کا باعث بن جائیں گے۔ ہمارے ذخائر لوٹے گئے، ہمارا خون بہایا گیا، جبکہ ہم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس قول کو اپنے سامنے نہیں رکھا کہ: ﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾، "ڈرو اس فتنے سے جس کا شکار صرف وہ لوگ نہیں ہوں گے جو تم میں سے ظالم ہیں، اور جان لو کہ اللہ کا عذاب شدید ہے" اور آپ ﷺ کے اس ارشاد کو بھی کہ «إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا ظَالِمًا، فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ» "بے شک جب لوگ کسی کو ظلم کرتا دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ روکیں، تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے عذاب میں گھیر لے" (ترمذی)۔

یہ ہیں ہمارے حکمران۔ کہ اسراء ومعراج کی سرزمین فلسطین اور قبلۂ اول فریاد کر رہے ہیں، مگر وہ اس کی فریاد پر کان نہیں دھرتے، وہ ان سے مدد طلب کر رہے ہیں، مگر وہ مدد کے لئے آگے نہیں بڑھتے گویا ان کے کانوں اور آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں... لیکن جب بات ہوتی ہے کفریہ استعماری ریاستوں کے مفادات کی تکمیل اور نفاذ کی تو یہ ذلیل بن کر دوڑتے ہوئے آتے ہیں اور اپنے آقاؤں کی خدمت گزاری کو اپنے لیے فخر کا باعث سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے طیارے، ٹینک اور جنگی کشتیاں اسلام کی ترویج اور دشمنانِ اسلام کے مقابلے کے لئے حرکت میں نہیں آتے بلکہ بیرکوں میں پڑے رہتے ہیں۔ لیکن جب وہ مغربی استعماری طاقتیں کہ جنہیں ایمان والوں سے نفرت ہے، صرف اشارہ ہی کرتی ہیں تو یہ حکمران اس وقت اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور شیر کی طرح دھاڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ حکمران اہل وطن کے سامنے تو بڑے تکبر سے آتے ہیں، مگر دشمنوں کے سامنے بھیگی بلی بن جاتے ہیں، اللہ ان کو غارت کرے۔

اے مسلمانو! امریکہ یا برطانیہ کی حمایت کر کے یا ان کے ایجنٹوں میں سے کسی ایک کی حمایت کر کے یمن کو تباہ کن صورتحال سے نہیں نکالا جاسکتا بلکہ یمن کو اس کے عوام اس صورت بچاسکتے ہیں اگر وہ بھرپور قوت کے ساتھ صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے متحرک ہو جائیں، دونوں جانب کے جابروں کو ہٹا دیں، ملک کو ان کی خیانتوں سے محفوظ بنائیں اور یمن کو اس کی اصل کی طرف لوٹا دیں یعنی اسے دوبارہ ایمان وحکمت کی سرزمین بنا دیں، جو عقاب کے جھنڈے کو بلند کرے، جو اللہ کے رسول ﷺ کا جھنڈا ہے، اور نبوت کے نقشِ قدم پر قائم خلافت کی موجودگی میں اللہ کی شریعت کے ذریعے فیصلے کیے جائیں﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ * بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾، "اور اس روز

مومن خوش ہو جائیں گے، اللہ کی مدد سے، وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب اور مہربان ہے" (الروم:4-5)

اے مسلمانو! اے یمن والو! حزب التحریر اخلاص اور صدق کے ساتھ آپ سے مخاطب ہے کہ آپ کو امریکہ کے تکبر اور ان کے حواریوں کے غرور سے ہر گز خائف نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی برطانوی خباثت اور اس کے حواریوں کی فریب کاریوں سے دھوکہ کھانا ہے۔ یہی دشمن ہیں لہٰذا ان سے محتاط رہو! اور تم اللہ کے دین کی مدد کرو، اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔

(إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ) "یقیناً اس میں اس شخص کے لئے بڑی نصیحت کا سامان ہے جس کے پاس دل ہو یا جو حاضر دماغ بن کر کان دھرے" (ق:37)

7 جمادل الثانی 1436 ہجری

بمطابق 27 مارچ 2015ء

حزب التحریر

بقیہ صفحہ 26 سے

یہ مسلم افواج کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلم علاقوں کو کفار کے قبضے سے آزادی دلائیں لیکن راحیل-نواز حکومت اس کے بالکل برعکس عمل کر رہی ہے۔ حکومت یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کر رہی ہے کہ اگر امریکہ اور طالبان کے درمیان امن معاہدہ ہو جاتا ہے تو تشدد کا خاتمہ ہو جائے گا جبکہ حقیقت اس کے الٹ ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ امریکہ کی موجودگی کبھی بھی امن اور استحکام کا باعث نہیں بنی۔ اسلام، مسلمانوں، پاکستان اور افغانستان کے مفاد میں ہے کہ امریکہ کو اس خطے سے نکال باہر کیا جائے۔ لہٰذا مخلص مجاہدین کو کسی صورت راحیل-نواز حکومت کے ذریعے ڈالے جانے والے امریکی دباؤ کے سامنے جھکنا نہیں چاہیے۔ سیاست دانوں، علماء اور دانشوروں کو امریکی ایماء پر ہونے والی امن بات چیت کو مسترد کرنا چاہیے کیونکہ یہ درحقیقت ہتھیار ڈلوانے اور شکست تسلیم کروانے کے لئے بات چیت ہو رہی ہے۔

صرف امریکہ کو نکال باہر کرنے کے بعد ہی پاکستان اور افغانستان تحفظ اور استحکام پر مبنی مستقبل کی توقع کر سکتے ہیں۔ لیکن ایسا صرف ایک مخلص قیادت کے تحت ممکن ہے جو اسلام کو نافذ کرے۔ لہٰذا افواج میں موجود مخلص افسران لازمی خلافت کے قیام کے لئے حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کریں۔ خلیفہ مسلم افواج اور مخلص مجاہدین کو مسلم سرزمین کو امریکی غلاظت سے پاک کرنے کے لئے حرکت میں آنے کا حکم دے گا اور ایسا کرنا قطعاً مشکل نہیں اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ

"ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آ جائے" (البقرۃ:193)

بقیہ صفحہ 29 سے

اس کا مقصد اس موضوع پر اپنے سابقہ موقف کی تائید بھی ہے جو اس نے انتخابی مہم میں اختیار کی تھی اور وہ اس میں کامیاب بھی رہا اور ریپبلکن ارکان کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط کیا جو اس کے خیال میں امریکہ کے آنے والے صدارتی انتخابات میں کامیابی کے بعد برسر اقتدار آنے والے ہیں، کیونکہ یہود کی ریاست امریکہ کے سامنے ہاتھ جوڑنے سے کبھی دستبردار نہیں ہو سکتی۔

ھ۔ جہاں تک ایران کا تعلق ہے وہ اپنے پروگرام سے دستبردار ہو گیا ہے۔ وہ یورینیم کی افزودگی میں کمی کرے گا اور اُس نے اِس کو ادنیٰ ترین درجے پر لانے کی حامی بھر لی ہے جس سے ایٹمی اسلحہ بنانا ممکن نہیں رہے گا۔ سینٹری فیوجز میں بھی دو تہائی کی کر دی ہے۔ 25 سال تک بین الاقوامی معائنہ کاروں کی نگرانی بھی ہو گی۔ ایران اس عرصے کے دوران معاہدے کی پاسداری کرے گا جیسا کہ اس کے صدر نے کہا ہے۔ ایران کے لیے جو چیز اہم ہے وہ پابندیوں کو اٹھانا اور خطے میں امریکہ کی جانب سے دیا گیا کردار ادا کرنا جو بظاہر مشترکہ مفادات کے نام پر ہے جس کی رُو سے وہ خطے میں امریکہ کے کندھے سے کندھا ملا کر چلے گا۔ اگر ایران کے اصحاب اقتدار واقعات سے آگاہ ہوتے تو وہ جانتے کہ کانٹے میں پھل نہیں آتے، نہ شیطان اکبر کے اندر کوئی خیر ہو سکتی ہے اور لوزان میں ہونے والے ایٹمی معاہدہ پر بھی یہ حقیقت لاگو ہوتی ہے۔

16 جمادی الثانی 1436 ہجری

5 اپریل 2015

حزب التحریر ولایہ پاکستان نے یوم سقوط خلافت کی یاد میں ملک بھر میں مظاہرے کیے
خلافت کا دوبارہ قیام فرض اور وقت کی ضرورت ہے

حزب التحریر ولایہ پاکستان نے یوم سقوط خلافت کی یاد میں ملک بھر میں مظاہرے کیے۔ مظاہرین نے بینرز اور کتبے اٹھا رکھے تھے جن پر تحریر تھا کہ: **"امت کی ڈھال-خلافت خلافت"**، **"اے افواج پاکستان! حرکت میں آؤ-فلسطین کو آزاد کراؤ"**۔ برطانیہ اور فرانس کی سازشوں اور کمال پاشا سمیت عرب و ترک غداروں کی غداری کے سبب مسلمانوں کی آخری خلافت 28 رجب 1342 ہجری بمطابق 3 مارچ 1924 ختم ہوگئی تھی۔ خلافت کے خاتمے کے بعد پوری امت کو نسل و زبان کی بنیاد پر تقسیم کر دیا گیا اور ان کے علاقوں پر قبضہ کیا گیا جس میں قبلۂ اول مسجد الاقصیٰ، انبیاء کی مقدس سرزمین فلسطین بھی شامل ہے جہاں سے رسول اللہ ﷺ معراج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے اور جہاں اب یہودی وجود کا قبضہ ہے۔ خلافت کا خاتمہ مسلمانوں کے لئے کسی قیامت سے کم نہیں تھا کیونکہ اس کے بعد علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ کرنے والی کوئی اتھارٹی ہی باقی نہ رہی اور مسلمان جیسے یتیم ہوگئے۔ مسلمانوں کی تقسیم، ان پر سرمایہ دارانہ کفر نظام کے نفاذ اور ایجنٹ حکمرانوں کی بدولت کفار اس حد تک بے باک ہوگئے کہ وہ کھلم کھلا دنیا بھر میں مسلمانوں کا قتل عام یہاں تک کہ شعائر اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی توہین بھی کرنے لگے۔ ماضی میں جب تک خلافت قائم رہی کفار کو کبھی ایسا کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی اور کسی نے ایسی ناپاک جسارت کی بھی تو خلافت کی افواج نے انہیں اس کا مزہ دنیا میں ہی چکھا دیا۔ ان متواتر حادثات اور المیوں نے مسلمانوں کو اس نتیجے پر پہنچا دیا ہے کہ ہماری بقاء اسی میں ہے کہ ہم ایک بار پھر یکجا ہوں۔ حزب التحریر کی چھ دہائیوں پر مشتمل دعوت نے انہیں اس بات سے بھی آشنا کر دیا ہے کہ مسلمانوں کا ایک ہونا صرف خلافت کے قیام کے ذریعے ہی ممکن اور اس کا قیام شرعاً فرض بھی ہے۔ آج خلافت کی دعوت پوری مسلم دنیا میں نہ صرف پہنچ چکی ہے بلکہ مضبوطی سے اپنے قدم بھی جما چکی ہے اور اب صرف انتظار ہے کہ مسلم افواج میں موجود مخلص افسران آگے بڑھ کر اس کے دوبارہ قیام کے لئے نصرۃ فراہم کریں جیسے چودہ سو سال قبل انصار مدینہ نے پہلی اسلامی ریاست کے قیام کے لئے رسول اللہ ﷺ کو مدد فراہم کی تھی۔ حزب التحریر افواج پاکستان کے مخلص افسران سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکام کے مطابق نصرۃ فراہم کر کے خلافت کا قیام عمل میں لائیں تا کہ وہ ڈھال قائم ہو سکے جس کے پیچھے تمام مسلم یکجا ہوں، اپنا دفاع کریں، مقبوضہ علاقوں کو بازیاب کروائیں اور اسلام کی روشنی کو دعوت و جہاد کے ذریعے پوری دنیا تک پہنچائیں۔

کراچی

اسلام آباد

لاہور

پشاور

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز زاور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور ویڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر، مشہور رہنما اور فقیہ، شیخ عطا بن خلیل ابوالرَشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔ درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔ آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس